محال تھا جو تازہ ترین آراء ہمارے پاس پہنچی ہیں اُن میں ہندوستان کے نامور اور مشہور
عالم ڈاکٹر عبداللہ المامون السہروردی ایم۔اے۔ ایل ایل ڈی پی۔ ایچ ڈی بار ایٹ لا
ہیں آپ ہمارے ترجمۃ القرآن کی نسبت فرماتے ہیں:۔

"It is a splendid edition of the Holy Book. The notes are instructive and illuminating. This great undertaking deserves the support of all unbiassed students of religion."

(ترجمہ) یہ ترجمۃ القرآن کتاب مجید کا ایک شاندار اڈیشن ہے تشریحی نوٹ سبق آموز اور روشنی پیدا کرنے والے ہیں۔ یہ نئی اہم (علمی) کوشش اس امر کی مستحق ہے کہ جملہ غیر متعصب متعلمانِ مذہب اس کی اعانت و تائید کریں؛

ہمارے ناظرین مخالف و موافق ہر دو کی قابلیت اور معلومات کا مقابلہ کرکے خود فیصلہ کرلیں کہ کس کی رائے قابلِ وقعت ہے۔ اب ہم ہر ایک غیر متعصب محقق کو تحقیق میں مدد دینے کے لئے ذیل میں ایک آیت مجید کو مع ترجمہ اور تشریحی نوٹوں کے بطور نمونہ درج کرتے ہیں۔ تاکہ ہر شخص خود دیکھ سکے کہ ہمارا ترجمہ کیا اور کس محنت و تحقیقات کے بعد لکھا گیا ہے اور کس طرح تائید ایزدی نے کلام خدا کے معارف بیان کرنے میں مترجمین کی رہنمائی اور دستگیری کی ہے؛

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ

اور انہوں نے پیروی کی اُس بات کی جسکے پیچھے پڑے رہتے تھے شیطان لوگ سلیمان کی بادشاہت میں

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا

اور نہیں کفر کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے کفر کیا

يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ

وہ سکھلاتے تھے لوگوں کو سحر اور اس چیز کی (پیروی کی) جو اُتاری گئی تھی

بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ

بابل میں دو ملکوں ہاروت اور ماروت پر اور وہ نہیں سکھلاتے تھے

مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا

کسی کو بھی اسوقت تک کہ کہدیتے ہم صرف فتنہ ہیں پس تو

تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ

کفر مت کر پس سیکھتے تھے ان سے وہ بات جسکے ساتھ تفریق کرتے تھے

بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ

درمیان مرد کے اور اسکی بیوی کے۔ اور وہ نہیں تھے ہرگز نقصان پہنچانے

بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا

والے اسکے ذریعہ کسی کو بھی مگر اللہ کے اذن کے ساتھ اور یہ سیکھتے ہیں وہ چیز

يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ

جو نقصان پہنچائیگی انہیں۔ اور نہیں نفع دیگی انہیں۔ اور البتہ تحقیق یہ جان چکے ہیں کہ جس نے اسکو خریدا

مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا

نہیں ہے اسکے لیئے آخرت میں کچھ بھی حصہ اور یقیناً بُری ہے وہ چیز جس کے

بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

بدلہ میں انہوں نے بیچدی ہیں اپنی جانیں ۔ کاش یہ جانتے ۔

نوٹ :- وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ ۔ تلاوہ جس سے تلا ماضی کا صیغہ ہے مختلف معنوں میں آتا ہے جن میں سے ایک پیچھے چلنے کے ہوتے ہیں ۔ تاج العروس جلد ۱۰ تَلَوْتُهٗ تَلْوًا تَبِعْتُهٗ ... وَذٰلِكَ يَكُوْنُ بِالْجِسْمِ وَتَارَةً بِالْاِقْتِدَاءِ فِي الْحُكْمِ ۔

(ب) عَلٰی علاوہ اور معنوں کے فِی کے معنوں میں بھی مستعمل ہے (مغنی جلد اول صفحہ ۱۱۷) جیسے آیت وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ (سورہ بقر ۲ آیت ۲۸۴)

(ج) مُلْك ۔ بادشاہت ۔

(د) سِحر ۔ ہر ایک جھوٹ یا فریب یا خفیہ اشارات جن کی غرض اصل مطلب کو لوگوں کی نظر سے چھپانا ہوتا ہے سب سحر میں شامل ہیں ۔

(ھ) مَلَك ۔ اصل معنی اس کے فرشتہ کے ہیں لیکن مجازاً خوبصورت یا نیک انسان پر بھی بولا جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت یوسفؑ کی نسبت آتا ہے کہ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (سورہ یوسف آیت ۲۲) یعنی یوسف نہیں مگر ایک ملک ۔ اس جگہ ان دو ملک کا یہ کام بیان فرمایا ہے کہ وہ لوگوں کو کچھ سکھاتے تھے اس لیئے ملک اصل معنوں میں نہیں لیا جاسکتا کیونکہ قرآن کریم سے ظاہر ہے کہ فرشتے عام طور پر انسانوں کو نہیں ملتے جیسا کہ فرمایا ہے وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا (سورہ بنی اسرائیل آیت ۹۵ و ۹۶) یعنی لوگوں کو ہدایت کے قبول کرنے سے سوائے اس بات کے کسی چیز نے نہیں روکا کہ کہدیتے ہیں کہ کیا خدا تعالےٰ نے آدمی کو رسول کر کے بھیجدیا تو کہہ کہ اگر زمین میں آدمیوں کی بجائے فرشتے چلتے پھرتے ہوتے تو ہم فرشتہ ہی کو رسول کرکے بھیجتے ۔ یعنی جبکہ انسان بستے ہیں تو انسان ہی رسول آئیگا ۔ اسی طرح ایک دوسری

جگہ فرمایا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ - (سورہ انبیاء ۲۱ آیت ۸) یعنی ہم نے تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف کسی کو نہیں بھیجا لیکن انسان کو کہ اُنکی طرف وحی کی جاتی تھی پس اگر تم لوگ واقف نہیں تو اُن سے پوچھو جن کے پاس علم ہے۔ اِن دونوں آیات سے صاف ظاہر ہے کہ ملائکہ انسانوں کی طرف اِس طرح نہیں بھیجے جاتے کہ وہ اُن میں رہیں اور کچھ سکھائیں پڑھائیں بلکہ جیسا کہ دیگر مقامات قرآن سے ثابت ہے وہ صرف انبیاء و صلحاء پر کلام الٰہی لیکر نازل ہوتے ہیں (یا شاذونادر دوسرے لوگوں کو بھی نظر آجاتے ہیں) پس چونکہ آیت زیر غور میں اِن دو ملک کا کام یہ بتایا ہے کہ وہ دنیا میں رہتے تھے اور لوگوں کو تعلیم دیتے تھے اِس لیئے اِس جگہ ملک سے مراد وہ انسان ہی لینے پڑینگے جو اپنی نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ میں شامل ہیں یعنی جو اُن کو حکم دیا جائے اُسپر چلتے ہیں اور اُس کے خلاف نہیں کرتے اور چونکہ ملائکہ کی بھی یہی صفت ہے اِس لیئے اُن کا نام بھی ملک رکھا گیا چنانچہ اِس آیت میں بتایا بھی یہی گیا ہے کہ وہ دونوں خدا تعالےٰ کے احکام کے ماتحت کام کرتے تھے ؛

اور اگر ملک کا لفظ اِس جگہ اپنے اصل معنوں میں لیا جائے تب ملک کے سکھانے سے یہی مراد ہو سکتی ہے کہ ملک بعض اللہ تعالےٰ کے نبیوں کو سکھاتے تھے اور وہ آگے لوگوں کو سُنا دیتے تھے ؛

(و) هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ - یہ دونوں صفاتی نام ہیں ہاروت ہرت سے نکلا ہے جس کے معنی پھاڑنے کے ہیں (تاج العروس جلد اول) پس ہاروت کے معنی پھاڑنے والے کے ہیں - اور ماروت مرت سے نکلا ہے جس کے معنی توڑ دینے کے ہیں (تاج العروس جلد اول) پس ماروت کے معنی ہوئے توڑنیوالا - اِن ناموں سے یہ بتایا گیا ہے کہ نبیوں کی بعثت کی غرض بعض آدمیوں یا جماعتوں کی عزت یا حکومت کو پھاڑنا اور توڑنا تھی ؛

(ز) فِتْنَةٌ - وہ آزمایش جس کے ذریعہ سے کسی انسان کی حالت کا اظہار

ہو جاتا ہے یا ایک ایسی درمیانی راہ جس کے ذریعہ سے کسی انسان کی نیکی یا بدی کی حالت کا اظہار ہو جاتا ہے۔

تشریح آیت - اِس آیت کے متعلق بہت سے ایسے بے سروپا قصّے لکھے گئے ہیں کہ جن کا ثبوت نہ تو قرآن کریم سے ملتا ہے اور نہ احادیث سے بلکہ وہ قصّے قرآن کریم کے الفاظ کے خلاف ہیں اس لیئے اِن قصّوں کی بنا پر اِس آیت کی تفسیر کرنا بالکل درست نہیں یہ قصّے ہی لغو نہیں بلکہ اِن کے علاوہ اور کسی بیرونی شہادت کی بھی اِس کی تفسیر کے لیئے ضرورت نہیں یہ آیت خود اپنی آپ تفسیر کر دیتی ہے چنانچہ اِس آیت سے ظاہر ہے کہ یہود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایک ایسے کام کے پیچھے پڑے ہوئے تھے جس میں وہ حضرت سلیمان علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے وقت میں بھی لگے ہوئے تھے اور بابل کی قید کے ایام میں بھی۔ اور اِس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے وقت میں جو لوگ اِس کام میں مشغول تھے وہ حضرت سلیمانؑ کے مخالف اور آپ کو کافر کہنے والے تھے لیکن اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ سلیمان کافر نہ تھا وہ لوگ خود کافر تھے اِن تمام باتوں سے ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ اِس جگہ اُن خفیہ سازشوں کا ذکر کیا گیا ہے جو حضرت سلیمانؑ کے ایامِ حکومت میں اُن کے مخالف اُن کے خلاف کیا کرتے تھے اور جن کے ذریعہ سے وہ آپ کی حکومت کو توڑ دینا چاہتے تھے اور بتایا گیا ہے کہ اسوقت بھی یہ لوگ اِنہیں تدابیر کو اختیار کر رہے ہیں لیکن اُنکو کامیابی نہ ہوگی چونکہ یہ آیت بہت سے تاریخی واقعات کی طرف اشارہ کرتی ہے اِس لیئے اِسکے متعلق کسی قدر تفصیل سے بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یہود نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کی حکومت روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور باوجود اہل عرب کی مخالفت کے اُنکا قدم پیچھے نہیں ہٹتا تو اُنہوں نے دوسری طرف ہاتھ مارنے شروع کیئے۔ چونکہ اسوقت دو ہی بڑی حکومتیں تھیں ایک مجوسیوں کی اور ایک مسیحیوں کی اور مؤخرالذکر سے اُنکو عداوت تھی اور اُس کے ملک میں اُنکو ہر طرح تکلیف تھی اِس لیئے صرف مجوسیوں کی حکومت رہ جاتی ہے جس پر یہود کو کچھ بھروسہ ہو سکتا تھا کہ وہ اُن کی باتوں کی طرف

توجہ کرنیگی اور جہاں اُن کو کسی قدر رسُوخ بھی حاصل تھا کیونکہ اُسوقت کی مسیحی حکومتوں کے ظلم سے تنگ آکر یہود زیادہ تر حکومت مجوس کے ماتحت ہی رہتے تھے اور انکو وہاں بہت مذہبی آزادی حاصل تھی خصوصاً جسٹینین (۵۲۷-۵۶۷ء) کے وقت سے تو مسیحیوں کے ماتحت اُنپر بہت ہی ظلم ہونے شروع ہو گئے اور سوائے فارس کے اور کوئی جائے پناہ اُن کے لیئے نہ رہی انکا مذہبی سنٹر بجائے جوڈا یا یروشلم کے بیبلونیا ہوگیا (جنس ہسٹری آف دی نیشنز صفحہ ۵۵۰) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو وہ بالکل مسیحیوں سے تنگ آچکے تھے پس آپ کے وقت میں اگر کسی قوم پر یہود اپنی مدد کا بھروسہ کر سکتے تھے تو وہ حکومت فارس ہی تھی جہاں اُنکے ہم مذہب بہت بارسوخ تھے اور اُن کا رئیس ائل آرچ یعنی پرنس آف کپٹیویٹی (شہزادہ قید) شاہان ایران کے دربار میں خاص عزت کے مقام پر بٹھایا جاتا تھا۔ چنانچہ جب یہود اور سب طرف سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے مختلف ذرائع سے دربار مدین کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف اُکسانا شروع کیا جس کا یہ نتیجہ ہُوا کہ خسرو ثانی نے اپنے یمن کے گورنر کو لکھا کہ عرب کے اس مدعی نبوت کو پکڑ کر میرے سامنے حاضر کرو لیکن جب گورنر یمن کے قائم مقام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ کل ملنا اور دوسرے دن فرمایا کہ ہمارے خدا نے تمہارے خدا کو مروا ڈالا ہے چنانچہ اُنہوں نے گورنر یمن کو جاکر یہ واقعہ سُنا دیا اور کچھ دنوں کے انتظار کے بعد حاکم یمن کے پاس خسرو کے بیٹے شیرویہ کا خط بھی پہنچ گیا کہ ہم نے اپنے باپ کو بوجہ اُس کے ظلم کے قتل کر دیا ہے اور تم ہماری طرف سے سب امراء سے اطاعت کا عہد لو اور جو حکم عرب کے باشندوں کی نسبت ہمارے باپ نے دیا تھا اُسے منسوخ سمجھو اور جب تک کوئی نیا حکم نہ آئے اُس کے متعلق کوئی کارروائی نہ کرو۔ (طبری جلد ۳ صفحہ ۱۵۸۳ و ۱۵۸۴۔)

بعض مورخین نے جن میں خود طبری بھی شامل ہے اِس واقعہ کا محرک اُس خط کو لکھا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کو تبلیغ اسلام کے طور پر لکھا تھا لیکن دونوں واقعات کی تاریخیں ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ خیال غلط ہے اور اصل بات یہی ہے کہ اس خط کے پہنچنے سے پہلے اس کے پاس آپکے خلاف رپورٹیں کی گئی تھیں جس پر اُس نے آپ

کے خلاف کارروائی کی چنانچہ اس واقعہ سے سر ولیم میور جیسا متعصب مصنّف بھی انکار نہیں کر سکا جیسا کہ اُس نے اپنی کتاب لائف آف محمدؐ صفحہ ۳۵۸ پر لکھا ہے کہ کسریٰ کے افسر آپ کے خط کے پہنچنے سے پہلے روانہ ہوئے ہوئے تھے۔ چنانچہ تاریخی شہادت اِس خیال کی تائید کرتی ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سفیر محرم ۷ھ کو مدینہ سے روانہ ہوئے ہیں جیسا کہ زرقانی جلد ۲ صفحہ ۲۵۴ پر لکھا ہے لِاَنَّ بَعْثَہٗ لِلْمُلُوْکِ اِنَّمَا کَانَ بَعْدَ الْعَوْدِ مِنْھَا فِیْ غُرَّۃِ الْمُحَرَّمِ سَنَۃَ سَبْعٍ کَمَا یَاْتِیْ یعنی آپ کا بادشاہوں کی طرف خطوط بھیجنے کا واقعہ پہلی محرم ۷ھ کو ہُوا ہے جو کہ اس تاریخ کے لحاظ سے جو ہسٹورینز ہسٹری آف دی ورلڈ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ھجرت کی مقرر کی ہے (جلد ۸ صفحہ ۱۱۸) ۴۔ مارچ ۶۲۸ء بنتا ہے اور خسرو ثانی جس نے آپ کے پکڑنے کے لیئے آدمی بھیجے تھے ۲۵۔ فروری ۶۲۸ء کو پکڑا گیا ہے اور ۲۸۔ فروری کو قتل کیا گیا ہے دیکھو ہسٹورینز ہسٹری آف دی ورلڈ جلد ۸ صفحہ ۹۵ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ آنحضرت صلعم کا خط اس بات کا محرک ہُوا کہ خسرو ثانی آپؐ کی گرفتاری کا حکم بھیجے کیونکہ نبی کریم صلعم کا قاصد خسرو کے قتل کے بعد مدینہ سے مداین کی طرف جو ان دنوں میں ایران کا دار الخلافہ تھا روانہ ہُوا۔ اس لیئے اس کے اس حکم کے بھیجنے کا باعث وہ خط نہیں ہو سکتا جو اس کے قتل کے بعد مدینہ سے روانہ ہُوا بلکہ اُس کا باعث وہی غلط خبریں ہو سکتی ہیں جو اسکو عام طور پر پہنچائی گئیں اور جن کے پہنچانیوالے سوائے یہود کے کوئی اور نہ تھے اور آیت زیر غور میں یہود کی اسی کارروائی کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ تمھارا یہ خیال غلط ہے کہ ہم اس طرح کامیاب ہو جائیں گے اور انکو توجہ دلائی ہے کہ اس سے پہلے ۲ دو دفعہ وہ خفیہ سازشیں کر چکے ہیں پہلی دفعہ تو حضرت سلیمانؑ کے خلاف جبکہ بعض باغی اُنکے خلاف منصوبے کرتے تھے اور اُن کو کافر کہکر لوگوں کو اُنکے خلاف بھڑکاتے تھے حالانکہ سلیمانؑ کافر نہ تھے کافر وہ لوگ تھے جو اُنکا مقابلہ کرتے تھے اور اُنپر الزام لگاتے تھے اور اُنکے خلاف خفیہ سوسائٹیاں قائم کرتے تھے جنہیں لوگوں کو ایسے اشارات سکھائے

جانتے تھے جن کا مطلب ظاہر میں اور ہوتا تھا لیکن باطن میں ان کے معنی اور ہی ہوتے تھے لیکن اس سازش کا نتیجہ ان کے حق میں ہی نکلا تھا کہ یہود کی طاقت کمزور ہوگئی۔ اور آخر کمزور ہوتے ہوتے ایسے کمزور ہوئے۔ کہ ایک وقت زبردستی بابل کی طرف جلاوطن کیئے گئے

حضرت سلیمانؑ کے خلاف خفیہ سازشوں اور منصوبوں اور دھوکہ دینے والے اشارات میں کارروائی کرنیوالے لوگوں کا جو ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ اس کے لیئے دیکھو اسلاطین باب ۱۱ آیت ۱ تا ۶۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی نسبت بُت پرستی کا الزام لگایا جاتا تھا۔ اور لوگوں میں اس خبر کو مشہور کیا جاتا تھا۔ آپ کے اندرونی دشمنوں کا حال اسلاطین باب ۱۱ آیت ۱۴ و ۲۳ و ۲۶ سے ظاہر ہے۔ آپ کے خلاف خفیہ سازشوں کا حال ۲۔ تاریخ باب ۱۰ آیت ۳ و ۴ سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی وفات کے ساتھ ہی بنی اسرائیل نے آپ کے خطرناک دشمن یربعام کو مصر سے بلوا بھیجا۔ اور آپکے بیٹے کے تخت نشین ہونے سے پہلے اس سے بعض مطالبات منظور کروانے چاہے۔ جنہیں حضرت سلیمان پر الزام لگائے گئے۔ خفیہ اشارات کا پتہ اسلاطین باب ۱۱ آیات ۲۹ تا ۳۲ سے پتہ لگتا ہے۔ جس میں ایک چادر کے دس ٹکڑوں کو بنی اسرائیل کی دس قوموں سے مشابہت دیگئی ہے۔ اور یربعام کو بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کی دس قومیں تیرے ساتھ ہیں۔ اور سلیمانؑ کے خلاف۔ چنانچہ سلیمان کی وفات پر ان دس قوموں نے اس کو اپنا بادشاہ بھی بنا لیا اور جیسا کہ قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے یا تو حضرت سلیمانؑ پر الزام کفر لگایا جاتا تھا یا اب یربعام نے بادشاہ ہوتے ہی مختلف بتوں کے لیئے مندر بنوانے شروع کیئے۔ اور کفر اختیار کر لیا۔ دیکھو ۲ تاریخ باب ۱۱ آیت ۱۵ء

اِسکے علاوہ ایک اور ثبوت بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے وقت میں ایک خفیہ سوسائٹی آپکے خلاف کام کر رہی تھی۔ اور وہ ایک پُرانی روایت ہے جو پُرانے فری میسنوں میں مشہور تھی۔ اور جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے تعمیر کردہ معبد کا بڑا کاریگر ہیرام اپنی ذہانت کی وجہ سے حضرت سلیمانؑ کا محسود تھا۔ انہوں نے ایک دفعہ خفیہ طور پر اُبلتے ہوئے تیل کے ٹینک (تالاب) کھلوا کر اُسے ہلاک کرنا

چاہا۔ لیکن اس کے دادا قابیل کی روح نے اس کو بچا لیا اور پیشگوئی کی کہ آخرکار اُس کی جماعت اپنے دشمن پر غالب آجائیگی۔ لیکن اس کے بعد پھر سلیمانؑ نے اُسے قتل کروا دیا۔ اس کی نسبت یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اُس نے چند خفیہ اشارات بھی مقرر کر رکھے تھے۔ جو اُس کے اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ایک راز کے طور پر تھے۔ دیکھو سیکرٹ سوسائٹیز آف دی ورلڈ جلد ۲ صفحہ ۱ تا ۱۰۔ اِسی کتاب سے ہم کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اکسیپٹڈ مینز کے دَور سے پہلے کی لاجوں میں وہی اشارات استعمال کیئے جاتے تھے جو کہ سلیمان کے وقت معماروں میں تھے۔ اسی طرح یہ بھی کہ اس وقت نئے ممبر کے داخلہ کے وقت ہیرام کا واقعہ نئے ممبر کو کچھ زبانی اور کچھ ایکٹ (عمل) کر کے بتایا جاتا تھا۔ غرض گو یہ روایت ساری کی ساری قابل قبول نہیں۔ لیکن اس سے اتنا معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے وقت کو خفیہ سوسائٹیوں کے ساتھ کچھ تعلق ضرور ہے اور ان کے وقت میں اس کام کا بہت رواج تھا۔ دوسرا موقعہ قرآن کریم نے بابل کا ذکر بیان فرمایا ہے کہ اس وقت بھی بنی اسرائیل نے خفیہ سوسائٹیوں کے ذریعہ کام لیا تھا لیکن اس وقت انکے سردار کوئی دشمن انبیاء نہ تھے بلکہ دو انبیاء تھے جو خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق بنی اسرائیل کی رہائی کے لیئے کوشش کر رہے تھے۔ اور ان کا کام بنی اسرائیل کے دشمنوں کو پھاڑنا اور توڑنا تھا۔ یہ جن لوگوں کو اپنے ساتھ ملاتے تھے پہلے انکو کہہ دیتے تھے کہ دیکھو ہم لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش کے طور پر ہیں ہمارے ذریعہ سے نیکوں اور بدوں میں فرق کیا جائے گا۔ پس ہماری بات کا انکار نہ کر دینا کہ یہ کفر ہوگا۔ اور وہ اپنی تعلیم میں مرد اور عورت کو جُدا کر دیتے تھے یعنی مردوں کو تو اپنے ساتھ شامل کرتے۔ لیکن عورتوں کو شامل نہ کرتے۔ (اور یہ ایک قدیم رسم ہے جو اکثر خفیہ سوسائٹیوں میں چلی آتی ہے کہ وہ اپنے اندر عورتوں کو شامل نہیں کرتیں) لیکن وہ لوگ یعنی بنی اسرائیل اپنی ان خفیہ تدابیر سے صرف اُن کو نقصان پہنچاتے تھے۔ جنکی نسبت خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ انکے خلاف کوشش کرو۔

قرآن کریم نے اس بیان میں اسوقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جبکہ بنی اسرائیل کو

بُخت نصر بادشاہ قید کر کے بابل لے گیا تھا۔ اور وہاں اُنکو ایک مدّت تک غلامی میں رکھا گیا تھا۔ لیکن جب سائرس فارس اور میڈ کے بادشاہ کا زور ہُوا تو اس کے ساتھ اُنہوں نے خفیہ سمجھوتا کیا۔ اور اس کے حملہ آور ہونے پر اندر سے اسکی مدد کی۔ جس کی وجہ سے وہ بہت جلد بابل پر قابض ہو گیا۔ جس کے انعام میں اس نے بنی اسرائیل کو انکے ملک کی طرف واپس جانے کی اجازت دی۔ اور معبد کی تعمیر میں بہت کچھ مدد دی (دیکھو ہسٹوریَنز ہسٹری آف دی ورلڈ جلد ۲ صفحہ ۱۲۶)

یہ بیان کرنے کے بعد کہ بنی اسرائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی اُنہی باتوں کی پیروی کر رہے ہیں۔ جن کی پیروی بعض باغیوں نے حضرت سلیمانؑ کے وقت کی تھی اور جن کی پیروی دو نبیوں کے ماتحت انہوں نے بابل میں کی تھی یہ بتانا بھی ضروری تھا کہ اسوقت انکی کوششوں کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کیونکہ دونوں موقعوں پر دو مختلف نتیجے پیدا ہوئے تھے۔ پہلی سازش جو ایک نبی کے خلاف کیگئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا تھا کہ بنی اسرائیل کی طاقت کمزور ہو گئی۔ اور آہستہ آہستہ ایسے ذلیل ہوئے کہ وطن سے بے وطن کیئے گئے۔ اور دوسرے موقعہ پر جب خدا تعالیٰ کے دو ملہموں کے ماتحت انہوں نے وہی تدابیر اختیار کی تھیں تو جلاوطنی سے اپنے وطن میں واپس آ گئے تھے۔ اور انکا دشمن تباہ ہُوا تھا۔ اسلیئے یہ بتانے کے لیئے کہ اب جو یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوشش کر رہے ہیں تو اس کا نتیجہ کیا نکلیگا۔ آیا سلیمان کے وقت کی کوششوں کے مطابق یا بابل کے وقت کی کوششوں کے مطابق فرمایا:-

اِسلام اور اہل مغرب کی بیداری

نمبر (۲)

اس آرٹیکل میں ہمارا منشاء اسلام کی بعض خصوصیات کو بیان کرنے کا ہے۔ تاکہ مغرب کے

روشن خیال اصحاب ان پر غور کریں۔ فی زمانہ بعض لوگوں کی طبائع کا رجحان اس طرف ہو گیا ہے۔ کہ مسلمان عذر خواہ جو کچھ اِسلام کی حمایت میں کہتے ہیں۔ یہ لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ اس حمایت کی حقیقت اس سے بڑھکر اور کچھ نہیں۔ کہ اسلام کی تعلیمات کو جھوٹا رنگ و روغن ملاکر چمکایا جاوے۔ اور جو اصول اس نے مقرر کئے ہیں۔ انکو عیسائیت کا رنگ دیا جاوے۔ مگر ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ کہ زمانہ حال کی نکتہ چینی کی روشنی میں اسلام کی ترجمانی کرنے سے یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کو عیسائیت کا رنگ دیا گیا ہے۔ جبکہ ہم صریحاً دیکھتے ہیں۔ کہ دونوں مذاہب میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ خصوصاً تثلیث اُلوہیت مسیح اور کفارہ تو ایسے مسائل ہیں۔ جن سے اسلام کو کچھ واسطہ ہی نہیں۔ ہمارے نزدیک اسلام کا عذر خواہ اگر یہ نہیں دیکھتا۔ کہ کس جگہ تیر نشانہ پر بیٹھے گا۔ اور صرف وہی سچائیاں پیش کرتا ہے۔ جو عیسائی عذر تراشوں کو اچھی معلوم ہوں۔ اور ان باتوں کو بیان کر کے اپنے دین کو مکمّل شدہ سمجھتا ہے۔ وہ ایک فاش غلطی کا مرتکب ہوتا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ متفق علیہ امور کا مقرر کر لینا ایک قابل تحسین بات ہے۔ لیکن اختلافی مسائل جو فی الحقیقت موجود ہوں۔ انکی طرف سے آنکھیں بند کر لینا کسی صورت میں بھی عقلمندی کا کام نہیں عیسائی مذہب کی پوزیشن کو جانچنے کے لیئے یہ ضروری امر ہے۔ کہ اسلام اور عیسائیت میں جو دوری ہے۔ اسکو ماپا جاوے۔ عارضی صلح جس سے نتائج کا کچھ فیصلہ نہ ہو۔ ہمارے نزدیک کسی قدر کے لائق نہیں۔ اس سے بھی بدتر یہ امر ہے ٭

مگر ہمارا یہ منشاء نہیں۔ کہ اسلام اور دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کا مقابلہ کسی ہیچ در ہیچ بنیاد پر رکھ کر کریں۔ کیونکہ اس مختصر مضمون میں اسکی گنجائش نہیں۔ ہم محض اس بات کے دکھانے کی کوشش کرینگے۔ کہ اسلام کی بعض ضروری تعلیمات زمانہ حال کے نہایت ترقی یافتہ خیالات کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں۔ اور جو نصب العین اسلام نے مقرر کیا ہے وہ بعینہٖ وہی ہے جس کو بہتیرے اہل مغرب حقیقت میں تلاش کر رہے ہیں ٭

خدا تعالےٰ کا تصوّر

پروفیسر فلنٹ نے اپنے بیرڈ کے لیکچر میں جو اُلوہیّت پر دیا گیا تھا۔ کہا ہے کہ

"تقریباً تمام مذہبی اختلافات جو فی الحقیقت وزندار سمجھے جا سکتے ہیں۔ وہ آدمیوں کے اُن خیالات کے نتیجے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے متعلق وہ رکھتے ہیں۔ ہر بڑے مذہبی نظام میں خدا تعالیٰ کا تصوّر ایسا خیال ہے۔ جس سے باقی خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اور ایک ضابطہ میں منضبط ہوتے ہیں"۔

یقیناً یہ الفاظ حکمت سے بھرے ہوئے ہیں۔ آؤ اب ہم دیکھیں۔ کہ مسلمانوں کا خیال خدا کی خدائی کے متعلق کیا ہے۔ مسلمانوں کا اللہ ایک ہے۔ انبیاءؑ کی فہرست میں محمد رسول اللہؐ کا نمبر بحیثیت معلم التوحید ہونے کے بے مثل اور بے نظیر ہے۔ اسلام کا خدا اکمل۔ اعقل قادر اور راستی پسند ہے۔ وہ تمام چیزوں کا خالق ہے۔ حتّٰی کہ روح اور مادہ جو اصل الاصول ہیں انکا بھی وہی خالق ہے۔ وہ بادلوں کے پیچھے چھپا ہوا نہیں۔ کہ وہاں بیٹھے بیٹھے تماشا دیکھتا رہے۔ کہ دنیا کیا کام کر رہی ہے۔ خود ذرا دخل نہ دے۔ یا کہ اس کا انتظام چھوٹے دیوتاؤں کے سپرد کر دے۔ نہ وہ زمین پر انسان کے روپ میں آتا ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے گناہ بخش سکتا ہے۔ اور ہمیں ہلاکت سے بچا سکتا ہے۔ بغیر اسکے کہ وہ اوتار بنکر آوے اور اپنی جان کو دکھ میں ڈالے۔ وہ دنیا کی قوت منضبطہ ہے۔ اور اس کا ہاتھ دنیا کے اندر اور دنیا میں ہو کر کام کر رہا ہے۔ جس طرح وہ ہماری جسمانی حاجتوں کا سامان مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح وہ ہماری روحانی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ اور ہمارے روحانی وجود کے نشوونما کا سامان مہیا کرتا ہے۔ وہ تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے۔ وہ اول ہے۔ اور آخر ہے۔ اخلاقی نظام جس کو ہم دنیا میں پھیلا ہوا دیکھتے ہیں۔ اس کا اول بھی وہی ہے۔ اور آخر بھی وہی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ لیکن پھر بھی ہماری نظر سے چھپا ہوا ہے۔ وہ رحمٰن ہے۔ جیسے وہ فرماتا ہے وسعت رحمتی کل شیء۔ وہ ہم سے اس سے بڑھکر محبت کرتا ہے۔ جتنا کوئی باپ اپنے بچوں سے کرے۔ خدا کی رحیمیت کا اس سے بڑھکر کون ایسا تصوّر کر سکتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیتوں میں ظاہر فرمایا ہے۔ اور یہ آیتیں قرآن کریم سے بلا کسی ترتیب کے انتخاب کی گئی ہیں۔

اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ۚ لا تاخذہٗ سنۃ ولا نوم ۚ لہٗ ما
فی السمٰوات وما فی الارض ۚ من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہٖ

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

یہ ثابت کرنے کے لیئے کہ اسلام کا خدا سچا خدا ہے۔ بے شمار آیتیں پیش کی جا سکتی ہیں سیل صاحب نے بہت سے اسلامی مسائل کو بگاڑنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ لیکن پھر بھی خدا تعالے کے متعلق جو تصوّر اسلام نے بندھوایا ہے۔ اس کے متعلق اس نے کوئی ردّ و کد نہیں کی۔ کیونکہ وہ کہتا ہے۔ کہ محمدؐ اور اسکے وہ معتقدین جو راسخ الاعتقاد سمجھے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے متعلق انکے خیالات صحیح اور سچے تھے۔ اور اب بھی ہیں (اگرچہ وہ اپنی ضد اور بدکرداری کی وجہ سے تثلیث کے مسئلے کو کبھی نہیں مانتے۔) اور یہ عقیدہ خود قرآن شریف سے اور تمام ائمہ کے اقوال سے ایسا واضح ہے۔ کہ ان شخصوں کے خیالات کی تردید محض تضیع اوقات معلوم ہوتی ہے۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ محمدؐ کا خدا سچے خدا کو چھوڑ کر کوئی اور خدا ہے۔ یعنی یا تو وہ کوئی دیوتا ہے۔ یا کوئی بُت ہے۔ جس کو انہوں نے اپنی عقل سے گھڑ لیا ہے۔

انسانوں میں مساوات

اِسلام کی دوسری خصوصیت جو قابل غور ہے۔ جس کی طرف ہم سوچنے والے کی کاری توجہ کو کھینچنا چاہتے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ اِسلام تمام انسانوں میں مساوات قائم

کرتا ہے۔ دائرہ اسلام کے اندر سب کے حقوق مساوی ہیں۔ اور ایک کو دوسرے پر یکساں حقوق حاصل ہیں۔ ذات۔ رنگ اور حقیقت کے اختلاف پر دین اسلام صاد نہیں کرتا۔ اسلام میں کوئی ایسی قوم موجود نہیں۔ جو خاص طور سے خدا کی منظور نظر ہو۔ اور نہ کوئی منتخب لوگ موجود ہیں۔ آنحضرت صلعم کے بعض صحابہؓ حبشی تھے۔ اور بعض دیگر غلاموں کی نسل سے تھے۔ لیکن اخوّت اسلامی کا بندھن ایسا مضبوط تھا۔ کہ قریش نے بھی جنکو اپنی شرافت نسل پر بڑا گھمنڈ تھا۔ اور جو اپنے خون کو آمیزش سے پاک رکھنے کے حد درجہ خواہش مند تھے۔ بڑی خوشی سے اپنی بیٹیوں کا رشتہ انکو دیدیا۔ اسلام کے خانۂ خدا یعنی مسجد میں جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ عاجز سے عاجز مسلمان مغرور سے مغرور امیر کے دوش بدوش خدا کے سامنے باادب کھڑے ہوتے ہیں۔ تو اس سے طبیعت میں امنگ پیدا ہوتی ہے۔ اِسلام کا ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی براہِ راست خدا کے حضور میں پہنچ سکتا ہے۔ اور اس بات کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ کوئی پروہت یا ملاّں اس کے اور خدا کے درمیان واسطہ ہو۔ حقیقت میں ہر ایک مسلمان اپنا پروہت آپ ہے۔ ہر ایک مسلمان نماز میں امام ہو سکتا ہے۔ خواہ پرائیویٹ نماز ہو۔ خواہ باجماعت نماز ہو۔ بشرطیکہ اسکے تقویٰ پر کوئی حرف نہ آسکتا ہو۔ کیونکہ تقویٰ ہی اسلام میں عزّت اور ادب کا معیار ہے۔ گناہوں کا اقرار وغیرہ باتیں اسلام میں بالکل جائز نہیں۔ نہ کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کو اُٹھا سکتا ہے۔ وہ حقوق جن سے عورتیں اس تہذیب اور شائستگی کے زمانہ میں محروم رکھی جاتی ہیں۔ اسلام نے وہ حقوق آج سے تیرہ سو برس پیشتر عورتوں کو بخشے تھے۔ یہ شر انگیز خیال کہ اسلام میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہکی قلعی مُدّت پہلے کھول دی گئی ہے اور مسلمانوں کے لڑکوں کو جب یہ بات بتائی جاتی ہے۔ کہ یورپ میں ایسے آدمی موجود ہیں۔ جن کا قول ہے۔ کہ اسلام کے نزدیک عورت میں روح ہی نہیں۔ تو وہ کِھل کِھلا کر ہنس پڑتے ہیں۔ لا انتہا روحانی ترقیوں کا دروازہ جیسا آدمی کے لیئے کُھلا ہے۔ ویسا ہی عورت کے لیئے بھی ہے۔ اسلامی بہشت میں

عورتیں ہونگی۔ اور وہ انعامات الٰہی سے بہرور ہونگی۔ بعض حلقوں میں یہ بات سُننے میں آئی ہے۔ کہ اسلامی اخوّت صرف مومنین ہی تک محدود ہے اور یہ کہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کی اخوّت کو نہیں جانتے تھے۔ نکتہ چین اس بات کو بھولے ہوئے ہیں۔ کہ یہ تو قدرتی امر ہے۔ کہ کوئی قوم جو خاص عقیدہ لیکر اُٹھتی ہے۔ وہ ضرور بالضرور بعض حقوق و فرائض ایسے لیکر آئے گی۔ جبپر کسی برادری کی بنیاد رکھی جائے۔ پھر اس برادری کے اندر چھوٹے چھوٹے گروہ ہو سکتے ہیں۔ ہر ایک گروہ اپنے اپنے خاص رنگ کا قائم مقام ہو گا۔ یا اپنی تہذیب کے نمونے کا قائم مقام ہو گا۔ بے شک ایک گروہ کے اندر دوسرا گروہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور ایک دائرہ کے اندر دوسرا دائرہ ہو سکتا ہے۔ مگر یہ سب عِلّتِ اولیٰ کے ماتحت ایسی ترتیب کے ساتھ ہونے چاہیئیں۔ کہ بجائے اسکے کہ ایک دوسرے کے لئے روک ہو۔ وہ ایکدوسرے کی مدد کریں۔ اور جزو کل کی ترقی میں مدد کرے۔ ترقی اور زندگی کی شرط اختلاف مانی گئی ہے نہ کہ یکسانیت۔ جس طرح ایک قوم سے توقع ہوتی ہے۔ کہ وہ دنیا کی ترقی میں ممد ہوگی۔ اسی طرح ہر نئے خیال کا فرقہ یا تہذیب اور شائستگی کا ہر نیا نمونہ انسانیت کی ترقی میں معاون سمجھا جا سکتا ہے۔ اِس زمانہ میں کوئی سمجھ دالا آدمی انقطاع حبِّ وطن پر اعتقاد نہیں رکھتا۔ انقطاع آمیز حبِّ وطن جو انسانیت سے علیحدہ ہے۔ ایک لعنت ہے۔ یہی حال مذہب کا ہے۔ کیونکہ مذہبی انہماک اور قومیت کا انہماک اِن دونو کی جڑیں ایک ہی زمین سے پھوٹتی ہیں۔ وہ کیا ہے۔ کوتاہیٔ نظر۔ طبعی میلان۔ اور ناقص تربیت۔ جس طرح اس بات کو یاد رکھنے سے کہ ہم ایک ہی دنیا کے رہنے والے ہیں۔ ہم بہتر محبّانِ وطن ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر ہم رفاہِ عام میں زیادہ کوشش کریں اور دنیا کے مذاہب کو بے تعصبی کے ساتھ دیکھیں۔ تو ہم سچّے پابند مذہب انسان ہونگے یہاں میں اس بات کے ذکر کرنے سے رُک نہیں سکتا۔ کہ اسلام کو یہ فخر حاصل ہے۔ کہ ایک طرف تو اس نے مومنین کی برادری قائم کی ہے۔ تو دوسری طرف عام انسانوں کے ساتھ احسان کرنے کو فراموش نہیں کیا۔ دنیا کے مذاہب کے ساتھ اسلام نے بڑی

ہمدردی اور بڑی فراخ دلی کو کام فرمایا ہے۔ قرآن شریف دنیا کی کتب مقدسہ کی صداقت کو تسلیم کرتا ہے۔ مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ اُن تمام نبیوں پر ایمان لائیں جو مختلف قوموں میں خدا کی طرف سے رسول ہو کر آئے۔ اُن کا ایمان ہے۔ کہ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ سری کرشنؑ اور بدھؑ سب خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے۔ مسلمان خدا کے تمام نبیوں کو معصوم یقین کرتے ہیں۔ بے شک وہ مسیح کی اُلوہیت پر یقین نہیں رکھتے اور یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ اسلام کا نبیؐ ہمارے ہی جیسا ایک انسان تھا۔ فرق اتنا ہے۔ کہ اُن پر خدا کی طرف سے وحی نازل ہوتی تھی۔

اگر ہم تاریخ کے اوراق کو پلٹیں تو ہم کو معلوم ہوگا۔ کہ وہ نرالے حالات جن میں مسلمان رکھے ہوئے تھے۔ وہ اپنے درمیان اختلاف کی روح کے نشو ونما کے مؤید تھے۔ جب اسلام حالت طفولیت میں تھا۔ تو مسلمانوں کا میل جول اپنے گرد و نواح کی بُت پرست قوموں اور یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ ہوا۔ خلفائے راشدین کی خلافت میں اُنکا واسطہ رومیوں اور ایرانیوں سے پڑا۔ فی الحقیقت جب مسلمان اپنے خانہ صحرائی سے نکلے تو وہ مشرقی اور مغربی تہذیب کے مختلف نمونوں کے ساتھ رُو در رُو ہوئے۔ اسلامی مسائل میں کوئی ایسی بات نہ تھی۔ جو انقطاع کی پولیسی کی مؤید ہو۔ بلکہ وہاں جمہوریت کے اصول تھے۔ جن کی مدد سے پیغمبرؐ خدا کی زندگی میں ہی عالمگیر انسانیت کی بنا پر ایک کامن ویلتھ بنگئی۔ وہ پٹہ جو پیغمبرؐ خدا نے یہودیوں کو عطا فرمایا تھا۔ وہ ایک عقلمند اور فراخدل مدبّر کے دماغ کا نتیجہ تھا۔ اس پٹے میں اس قسم کے فقرے ہم کو نظر آتے ہیں۔ یہودی لوگ جو ہماری پنچایت کے ساتھ اتحاد رکھیں گے۔ اُن کی ہر قسم کی توہین اور تکلیف سے حفاظت کیجائیگی انکو ہماری امداد اور اچھے عہدوں کے لحاظ سے وہی حقوق حاصل ہونگے۔ جو ہماری قوم کو ہیں مختلف شاخوں کے یہودی اور مسلمان ملکر ایک قوم شمار ہونگے۔ مذہبی احکام کے بجالانے میں انکو ایسی آزادی ہوگی۔ جیسی مسلمانوں کو ہے۔ یہودیوں کے متوسل اور مددگار ویسی ہی حفاظت اور آزادی بھوگیں گے۔ ایک اور پٹہ جو آنحضرتؐ صلعم نے نصاریٰ کو دیا تھا۔ اُس میں ایسی بے تعصبی کی روح ہے۔ جسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس

عہدنامہ کے رو سے پیغمبر خدا صلعم اور آپ کے متبعین نے عہد کیا۔ کہ ہم نصاریٰ کی حفاظت کرینگے۔ اُن کے گرجوں۔ اور اُن کے پادریوں کی جائے سکونت کو محفوظ رکھیں گے۔ مسلمانوں کا فرض تھا۔ کہ عیسائیوں پر ناجائز ٹیکس نہ لگائیں۔ کسی لارڈ پادری کو اُس کے حلقہ سے باہر نہ نکالا جائے۔ کسی عیسائی کو اپنا مذہب چھوڑنے کے لیئے مجبور نہ کیا جائے۔ کسی خانقاہ کے مجاور کو اُس کے خانقاہ سے نہ نکالا جائے۔ کسی بیت المقدس کے زائر کو زیارت سے نہ روکا جائے۔ عیسائیوں کے گرجے۔ مسجدوں یا مسلمانوں کے گھروں کے بنانے کی خاطر نہ ڈھاسے جائیں۔ اس بات میں کس کو شک ہوسکتا ہے۔ کہ اسلام کی روح ہی تنگدلی کی مخالف ہے۔ ہر شخص جس نے اسلام کا مطالعہ کیا ہے۔ جانتا ہے۔ کہ اسلام نے دو بڑے اصول قائم کیئے ہیں۔ اوّل تعظیم لامر اللہ۔ اور دوسرے شفقت علیٰ خلق اللہ۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جیسے کہ ہمارے دوست ہمکو یقین رکھنے کے لیئے کہتے ہیں۔ اسلام کا دوسرا اصول یہ نہیں۔ کہ صرف مسلمانوں ہی سے محبت رکھو۔

نجات کی راہ

دین اسلام کے متعلق دوسرا قابل غور امر یہ ہے۔ کہ وہ نجات کی یقینی راہ بتاتا ہے ہم نے لفظ یقین بے دھڑک استعمال کیا ہے۔ کیونکہ اسلام کے مطابق نجات اسی دنیا کے اندر ہر مسلمان کے ذاتی تجربے میں آجاتی ہے۔ اور دیگر مذاہب کا یہ حال ہے کہ اُن میں نجات کی امید دلائی جاتی ہے۔ اور اُسے آئندہ زندگی تک ملتوی رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ نجات ہی ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جو ہر مذہب کی روح رواں ہے۔ تمام مذاہب ہماری موجودہ زندگی کو منضبط کرنے کا مقصد رکھتے ہیں۔ اور اس امر پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ ہمیں اپنی موجودہ حالت کو سنوارنے میں کیا کرنا چاہیئے۔ کنفیوشس۔ افرادِ نوعی کی تکمیل کی تعلیم دیتا تھا۔ بُدھ مذہب اِس جہاں کو مایا یعنی دھوکا قرار دیتا ہے اور ہمیں نصیحت کرتا ہے۔ کہ شہواتِ نفسانی اور جذباتِ حیوانی سے کنارہ کش رہیں۔ یہودی مذہب اِس بات پر زور دیتا ہے۔ کہ ہم اپنے جسم کو خدا تعالیٰ کے وصل کی خاطر قربان کریں۔ عیسائیوں نے جو نجات کی راہ نکالی ہے۔ وہ کفارے پر ایمان ہے۔ اور برہموؤں کا

نیا مذہب سقراطی مذہب کی طرح عقل کے ذریعہ سے اصولِ نجات کی کوشش کرتا ہے۔ مگر دینِ اسلام میں نجات اِس بات پر منحصر رکھی گئی ہے۔ کہ اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے ماتحت کر دیا جائے۔ اور یہی لفظ اسلام کے معنی ہیں۔ جب کوئی اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے حوالے کر دیتا ہے۔ تو وہ زندگی کے ایک نئے کرہ میں داخل ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے ساتھ اُس کا ایک خوشگوار تعلق ہو جاتا ہے۔ ایسا تعلق بے شبہ روحانی ہوتا ہے۔ لیکن جنکو یہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔ اور اسلام میں اس قسم کے لوگوں کی تعداد بے شمار ہے۔ وہ ہمیں بتاتے ہیں۔ کہ انکے خیالات وہمی نہیں ہوتے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ وہ فی الواقع مکالمہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ دو دوست آپس میں کرتے ہیں۔ وہ اِسی دنیا میں دیکھ لیتے ہیں۔ کہ اُنکو نجات مل گئی ہے۔ اور نعمائے بہشت اِسی دنیا میں اُن کو حاصل ہو جاتی ہیں۔ صوفیوں کی اصطلاح میں یہ حالت جو اِس جہان میں ہماری روحانی ترقی کی آخری منزل کو ظاہر کرتی ہے۔ منزلِ بقا کہلاتی ہے۔ یعنی اِس حالت میں خدا کا بندے کے ساتھ وصل ہو جاتا ہے۔ جو شخص اِس مقام تک پہنچ جائے۔ وہ خدا ہی کا ہو جاتا ہے۔ اور عصیان اُس کی فطرت کے مخالف ہو جاتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی محبت کی خاطر اپنی ہر چیز قربان کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے دل و دماغ کو بھی اُس ذاتِ واحد کے نام پر فدا کر دیتا ہے۔ یہ رضا و تسلیم جو اسلامی نجات کا جزو ہے۔ اِس میں اور اپنے تئیں آپ ہلاک کرنے میں امتیاز ضروری ہے۔ کیونکہ مومن کا توکّل اِس بات پر مشتمل ہے۔ کہ ہمیشہ راستی کے لیئے جدّ و جہد کی جائے۔ اور تسلیم کا لفظ ظاہر کرتا ہے۔ کہ مومن خدا کی رضا کو اپنی رضا جان کر ساری عمر اُس کے بجالانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

نجات کے حصول کی غرض سے مسلم اپنے ہی آزادانہ اخلاقی انتخاب کے ساتھ منازل سلوک کو شروع کرتا ہے۔ اور پھر راہِ خدا میں مجاہدہ کرتا ہے۔ لیکن اس کی آخری نجات خدا تعالیٰ کی فوق العادت تائید یعنی اُس کے فضل سے ہوتی ہے۔ اسلام ہمیں یہ نہیں کہتا۔ کہ گناہ اوّلین پر اعتقاد رکھیں۔ اور نہ ہی یہ انسان کو ابدی جہنّم کا مستحق

قرار دیتا ہے۔ مگر اس معاملہ کی وجہ سے وہ اپنی نجات کو محض اپنے نیک اعمال پر منحصر نہیں رکھتا۔ اگر کوئی آدمی اپنی ساری طاقت خدا کی تلاش اور اسکی رضا ڈھونڈنے میں خرچ کر دے تو وہ اپنے فضل سے اپنے پاس پہنچنے کی راہ بتا دیگا۔ اور اس کی کوششوں کی امداد روح القدس کی شکل میں کریگا۔ وہ اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور اسے اس بات کی ضرورت نہیں۔ کہ اس کے بدلے میں کسی اور کو سزا دے۔ اور روح القدس جو ہمیشہ اُسکے ساتھ رہتا ہے۔ آئندہ گناہوں سے اُسکو بچا رکھتا ہے۔ خدا کی رضا کو حاصل کرنیکا اس سے بڑھکر ثبوت اور کونسا ہو سکتا ہے۔ کہ خدا اپنا میٹھا کلام اس کی روح پر نازل کرتا ہے۔ اور یہ تو صرف نمونہ ہے۔ اُن کامل تر اور شیریں تر نعمائے الٰہی کا جو اُسکو دارالعقبےٰ میں حاصل ہونگی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

اِسلام اعمال پر زور دیتا ہے

اسلام کی ایک اور امتیازی خصوصیت یہ ہے۔ کہ یہ اعمال کا مذہب ہے۔ وہ فقط اپنے خالق کے ساتھ ہمارے تعلقات کو منضبط ہی نہیں کرتا۔ بلکہ ہمیں اس بات کی تلقین بھی کرتا ہے۔ کہ ہمیں بنی نوع انسان کے ساتھ کس طرح معاملہ کرنا چاہیئے۔ وہ ہمیں محض مذہبی قواعد ہی نہیں بتاتا۔ بلکہ چال چلن کے کھُلے کھُلے اصول قائم کرتا ہے۔ جو ہمیشہ بدلنے والی ضروریات اور حالات پر منطبق ہو سکتے ہیں۔ بہت سے مذاہب اس وجہ سے ناکام رہے۔ کہ اُن میں اور فلسفے میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں تھا۔ پیغمبر اسلامؐ کو اس بات کی کامل معرفت حاصل تھی۔ آپنے اپنے متبعین کو تنبیہ کر دی تھی۔ کہ بحث مباحثے اور بال کی کھال نکالنے سے پرہیز کریں۔ آپکی نظر اُنکی زندگی اور انکے طرزِ عمل پر تھی۔ حقیقت میں اسلام کی برتری دوسرے بے شمار مذاہب پر اسی بات سے ہے۔ کہ وہ زندگی کا قاعدہ بیان کر دیتا ہے۔ اور سوسائٹی کے اخلاقی لہجے کی بلندی

اُس کے مدِ نظر ہے۔ اِس کے اندر ایک طرف بلند خیالات ہیں۔ تو ساتھ کے ساتھ فرائضِ عملی بھی ہیں۔ اور اِسی وجہ سے جتنے زور سے وہ جہلا پر اثر کرتا ہے۔ اُتنا ہی علماء اور فضلاء پر اثر کرتا ہے۔ اسکی سادگی یعنی پیچ در پیچ مسائل اور ایمان کی بھول بھلیوں سے آزاد ہونا اُس کی اپنے حق میں کافی سے زیادہ سفارش ہے۔ اِس کا مقصد کے مطابق ہونا مہذب دماغوں پر پُرزور اثر کرتا ہے۔ اور اوسط درجہ کے دماغ پر بھی اُسکی گرفت طاقتور ہے۔ یہ سب کچھ اپنی سادگی اور قابلیت عملی کی وجہ سے ہے۔ اور اِسی وجہ سے یہ عالمگیر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور یہ دعویٰ ایسا ہے۔ جسکو تاریخ نے ایک بڑی حد تک جائز ٹھیرایا ہے۔ مسٹر امیر علی رقمطراز ہیں۔ کہ کسی مذہب کا عملی کیرکٹر اور روز مرّہ کی زندگی کے معاملات میں بنی نوع انسان کے مشترکہ تعلقات پر اُسکا پائدار اثر اور بے شمار لوگوں پر اس کی حکومت۔ یہ تین باتیں اس کی عالمگیری کا اندازہ لگانے کے لیئے حقیقی شرائط ہیں۔

کسی مذہب کی اصلیت جانچنے کے لیئے ہم کسی غیر معمولی دماغوں کی طرف نہیں ۔ ۔ ۔ بلکہ ہم یہ دیکھیں گے۔ کہ کثرت سے لوگ اِسکے حقیقی کیرکٹر کو سمجھتے ہیں یا نہیں۔ قدرتی طور سے ہم مندرجہ ذیل سوالات کرتے ہیں۔ اوّل۔ کیا یہ لوگوں پر گہرا رسوخ رکھتا ہے۔ دوم۔ کیا یہ انکو بلند کرتا ہے۔ سوم۔ کیا یہ حقوق اور فرائض کو منضبط کرتا ہے۔ چہارم۔ اگر اسے بحر جنوبی کے جزائر کے رہنے والوں کے پاس پہنچایا جائے یا اہل کافریہ کے پاس اس کی تبلیغ کی جائے۔ تو وہ انکو ترقی دیگا یا متنزل کریگا۔

اگر ہم اسلام کے قواعدِ مثبتہ اور اُن اصولوں کا اندازہ لگائیں جو اُن میں مضمر ہیں۔ تو ہم اس بات سے مُوثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اُن میں دانائی ہے۔ اور فطرتِ انسانی پر گہری نظر ڈالی گئی ہے۔ مثال کے طور پر دیکھیئے۔ موسوی قانون جزا و سزا یعنی دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ کی بجائے مسیح کی نرم تعلیم "بُرائی کا بدلہ بُرائی نہیں ہے" مقرر کی گئی۔ مگر اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ کہ کبیرہ گناہوں سے روکنے کی غرض سے گنہگار کو سزا دیجائے۔ اور ساتھ ہی معافی اور "بدی کے عوض میں نیکی کرنا" کی پرکٹس کی تعلیم بھی نہایت صفائی کے ساتھ دیتا ہے۔ بشرطیکہ

ایسا کرنا سودمند ثابت ہو۔ اِس سے معلوم ہُوا۔ کہ موسوی اور عیسائی مذہب کی نسبت اسلام زیادہ قابل عمل ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ جزاءُ سیّئۃٍ سیّئۃٌ مثلھا فمن عفیٰ و اصلح فاجرہٗ علے اللہ۔

آزادیٔ خیال

سب سے آخر میں یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ اسلام میں عقل کو دماغ کا اعلیٰ اور اشرف کارکن ٹھہرایا ہے۔ اسلام کے تمام اصول عقل کے مطابق اور عام فہم ہیں۔ قرآن شریف میں جگہ جگہ ایسی آیات موجود ہیں۔ جو انسانی عقل اور ضمیر پر اثر کرتی ہیں۔ اِس پاک کتاب میں کوئی ایسی تعلیم نہیں ہے۔ جسکو دیکھکر عقلِ انسانی سرکشی اختیار کرے۔ تاریخ میں اِس امر کی کُھلی کُھلی شہادت موجود ہے۔ کہ اِسلام نے ہمیشہ عقل کی بادشاہت کو تسلیم کیا ہے۔ اور آزادانہ تحقیق کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کی ہے۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جہاں جہاں اسلام گیا۔ وہیں علوم و فنون کی ترقی نے بھی ساتھ دیا۔ اگر سچ پوچھو۔ تو اسلامی علوم اور آزاد خیالی اُن بڑی قُوّتوں میں سے ایک قُوّت تھی۔ جس کی وجہ سے یوُرپ میں دماغی علوم کے اندر انقلاب واقع ہُوا۔

قرآن کریم میں جو اصول بتائے گئے ہیں۔ وہ بلا شبہ آخری اور تمام زمانوں کیلئے کافی سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن نئے حالات پر اُن کا اطلاق ایک اجتہادی امر ہے۔ جو قوانین شریعت نے ٹھہرا دیئے ہیں۔ وہ کسی صورت سے بھی ناقابل انفساخ نہیں ہیں۔ قرآنی مضامین کے معنوں میں آزادی ہمیشہ تسلیم کی گئی ہے۔ اور مفسرین نے اِس آزادی کا بہترین استعمال کیا ہے۔ ہر ایک مفسر نے اپنے علم اور فضل اور اپنے تقویٰ کے مطابق تفسیریں لکھی ہیں۔ فقہ اسلام میں قیاس ایک جزوِ اعظم ہے۔ اور ائمہ اسلام نے بجائے اس کے کہ بعض آدمیوں کی رائے کی غلامانہ تقلید کریں۔ قیاس سے بہت کچھ کام لیا ہے۔ کیونکہ مطالعہ اور تحقیق کے نتائج جیسا کہ انکی تصانیف میں درج ہیں۔ قابلِ عزت اور قابلِ غور ہیں۔ مگر کسی صورت میں بھی ہم پر فرض اور واجب نہیں ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ جو بڑے فقیہ گذرے ہیں۔ اُنکے دو شاگرد جن کے فیصلوں کو کثیر التعداد مسلمان

مانتے ہیں۔ اُن کا اپنے آقا کے ساتھ بڑے بڑے امور کے متعلق سخت اختلاف تھا۔ اسلامی دار العلوم میں آزادانہ تحقیق کی روح ہمیشہ کام کرتی رہی ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے ہر منصف مزاج نقّاد اس بات کا قائل ہو جائیگا۔ کہ جہاں جہاں اسلام پہنچا ہے وہاں اس نے علم اور تہذیب کی روشنی کو پھیلایا ہے۔ اسلام نے لوگوں کے اخلاقی لیجے کو مضبوط کر دیا۔ اور سوسائٹی کو اعلیٰ معراج پر پہنچا دیا ہے۔ القصہ اسلام ہمیشہ تہذیب اور روشنی کا دوست علوم و فنون کا مربّی اور افراد نوعی اور قومی کیرکٹر کا سرپرست رہا ہے ؛

کامل مذہب (۷)

نکاح و طلاق

قیود برائے طلاق

اسلام کا کوئی پیرو اس امر کا مجاز نہیں ہے کہ ذرا ذرا سی ناخوشی پر طلاق دیدے۔ اس اختیار کو عمل میں لانے کے لیئے شریعت نے بہتیری قیود مقرر کی ہیں۔ علاوہ بریں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور اسکے متعلق آپکے طرز عمل نے طلاق کو ایک مسلمان کے نزدیک بہت ہی نفرت انگیز بنا دیا ہے۔ بقول سیل صاحب کے بھی "مسلمان طلاق کے انتہائی فعل کے شاذو نادر مرتکب ہوتے ہیں۔ گو انہیں اس امر میں آزادی دیگئی ہے"۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم اس معاملہ میں اجازت تو دیتا ہے لیکن مسلمانوں کو اس امر میں مطلق العنان نہیں بناتا۔ درانحالیکہ اس

٭٭ ڈاکٹر اے جارج بیکر متوطن فیلیڈلفیا نے تھوڑا عرصہ ہوا لکھا تھا۔ "گو ضرورت کے وقت قرآن طلاق کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن وہ شاذو نادر ہی وقوع میں آتی ہے۔ ۱۸۸۷ء سے ۱۹۰۶ء تک ممالک متحدہ میں جو ایک عیسائی ملک ہے دس لاکھ طلاقیں وقوع میں آئیں۔ مَیں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اتنی طلاقیں ساری اسلامی دنیا میں گذشتہ ہزار سال کے اندر وقوع پذیر نہیں ہوئیں"۔

انتہائی تدبیر کے عمل میں لانیکے لیئے کافی وجوہ ہوں قرآن کریم طلاق کی اجازت دیتا ہے۔ قرآن کریم صاف لفظوں میں مرد کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لیئے بہانے تلاش کرنے سے روکتا ہے جب تک بیوی اس کے ساتھ وفاداری کرے۔* ابراہیم حلبی کا قول ہے کہ "شریعت اس حالت میں مرد کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار دیتی ہے کہ جب بیوی اپنی نالائقی یا بدچلنی سے ازدواجی زندگی کو تلخ بنا دیتی ہے۔ لیکن نہایت ہی اہم وجوہ کی عدم موجودگی میں کوئی مسلمان طلاق کو خواہ مذہب خواہ قانون کی نگاہ میں جائز نہیں کر سکتا۔ محض میلان طبع کی بنا پر بیوی سے قطع تعلق کرنا یا اس سے علیحدگی اختیار کرنا خدا تعالیٰ کے غضب کے بھڑکانے کا موجب ہوتا ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہیں کہ جو شخص بلا وجہ اپنی بیوی سے قطع تعلق کرتا ہے اسپر خدا کی لعنت برستی ہے"۔**

فی نفسہا طلاق ایک مذموم امر ہے۔ اور جہاں کہیں نکاح کا ذرہ برابر بھی پاس ہو اور جہاں لوگ چاہتے ہوں کہ اُن برکات سے متمتع ہوں جو قوانین اور قواعد مجلسی کی استقامت سے پیدا ہوتی ہیں وہاں اُسے ایسا ہی سمجھا جائیگا۔ کوئی بھی اُن زہرناک اثرات سے جو طلاق کے مجلسی زندگی پر ہوتے ہیں ناواقف نہیں ہو سکتا۔ جو شخص بخوبی جانتا ہے کہ اس سے بداطواری کے دروازے کھلجاتے ہیں۔ قوانین مدنیہ تہ و بالا ہوجاتے ہیں۔ اور اُنکا احترام اُٹھ جاتا ہے۔ بے شمار خاندان تتر بتر ہوجاتے ہیں اور فریقین کے معصوم بچوں کو والدین کی علیحدگی کی وجہ سے بے انتہا مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں جہاں عقد مناکحت غیر مستحکم ہوتا ہے اور طلاق کثیر الوقوع ہوتا ہے وہاں یہ خطرناک

* فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلاً قرآن کریم ۴/۳۴ اس آیت کی تشریح حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں۔ لا تطلبوا حیلۃ للفراق۔ یعنی علیحدگی کے لیئے بہانہ نہ ڈھونڈتے پھرو۔ (احیاء العلوم جلد ۲ باب آداب المعاشرت)

** یہ انتخاب سید امیر علی صاحب کی کتاب پرسنل لا آف دی محمڈنس سے لیا گیا ہے۔ جنہوں نے یہ حوالہ دیا ہے۔ ڈی ہوس جلد سوم صفحہ ۹۷ حاشیہ سے مقابلہ کرو۔

بُرائیاں لازمی طور پر پیدا ہوتی ہیں۔ رومائے قدیم میں طلاق کی کثرت سوسائٹی کے لئے ایک بلا تھی اور یہی وبا شاید اس سے زیادہ قبیح شکل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد مبارک سے پہلے عرب سوسائٹی میں پھیلی ہوئی تھی۔ مشرک عرب کو اس امر کا قطعی اختیار حاصل تھا کہ جب چاہے یا جب کبھی اس بات سے اُسکی کوئی غرض حاصل ہوتی ہو اپنی بیوی یا بیویوں کو طلاق دیدے۔ وہ اس امر کا پابند نہ تھا کہ طلاق کے اختیار کو عمل میں لانے کے وجوہات بیان کرے۔ نہ اسے اس بات کی ضرورت تھی کہ طلاق دینے سے پہلے کوئی خاص رسم ادا کرے۔ صرف اپنی خواہش کا اظہار کرنا علیحدگی کے لئے خواہ وہ قطعی ہو یا غیر قطعی کافی ہوتا تھا۔ بیوی محض ایک کھلونا اور اکثر شوہر کے تلون طبع کا شکار ہوتی تھی۔ بعض اوقات شوہر طلاق کو منسوخ کر دیا کرتا تھا اور پھر اُس عورت سے عقد کر لیتا تھا پھر طلاق دیتا تھا پھر رجوع کر لیتا تھا اور اسی طرح لاتعداد مرتبہ کیا کرتا تھا۔ علاوہ بریں بعض اوقات عورت کو طلاق دیدیجاتی تھی اور پھر وہ دوسرا نکاح کرنے کی مجاز نہیں ہوتی تھی۔ ایسی حالت میں بیچاری عورت گویا ہمیشہ ششن وپنج میں رہتی تھی۔ فی الحقیقت عورت ذات کی تذلیل اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے؟

بالآخر رحمۃ للعالمین تشریف فرما ہوئے۔ آپکا قلب اطہر ان بے شمار بلاؤں کو دیکھ دیکھ کر خون ہوتا تھا۔ آپنے نہایت پُرزور الفاظ میں طلاق کی بُرائی بیان فرمائی۔ آپنے فرمایا کہ طلاق حلال چیزوں میں سب سے زیادہ خدا کی نگاہ میں قابل نفرین ہے۔ ٭ حقیقت یہ ہے کہ طلاق سے اظہار نفرت کرنے میں آپ کبھی نہیں تھکے۔ ایک مرتبہ آپنے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ "اے معاذ خدا تعالیٰ نے دنیا میں کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو اُسکو غلاموں کے

٭ ابغض الحلال طلاق (مسلم و ابو داؤد) اسکی دوسری قرأت ابغض المباحات ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طلاق اسوقت جائز ہے جبکہ یہ غرض نہ ہو کہ عورت کو بغیر معقول وجوہ (مثلاً سرکشی یا نازیبا افعال کا ارتکاب یا شوہر کی اشد ضرورت) کے طلاق دیکر تکلیف پہنچائی جائے۔ آپکے اپنے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ انما یکون الخ (احیاء العلوم جلد دوم باب آداب المعاشرت)

آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہو۔ نہ اُس نے کوئی ایسی چیز زمین پر پیدا کی جو اُس کے نزدیک طلاق سے زیادہ قابل نفرت ہو" ایک اور موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا "اُس عورت پر بہشت کی خوشبو حرام ہے جو بلا ناگزیر سبب کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے" ٭ اسی پر بس نہیں۔ رسول کریم صلعم نے طلاق کے اختیار کو عمل میں لانیکے لیئے بہت سی قیدیں لگائیں۔ اور آپ اس زور کے ساتھ عورتوں کو اُنکے شوہروں کے مظالم سے محفوظ رکھتے تھے کہ جلد ہی عورتوں میں یہ ایک عام خیال پیدا ہوگیا کہ آپ اُنکی پاسداری فرمائینگے خواہ وہ برسرحق ہوں یا نہیں اور کہ آپ کا فیصلہ بلاکسی فرق کے ہمیشہ اُن کے حق میں ہُوا کریگا۔ عورتوں اور یتیموں کے حقوق کی حفاظت آپ اس طرح کرتے کہ وہ زبانِ زد خلائق ہوگیا۔ انس رضی اللہ عنہ کی مختصر لیکن معنی خیز شہادت کہ رسول کریم صلعم عورتوں اور بچوں پر تمام انسانوں سے زیادہ رحیم تھے کا یاد رکھنا دلچسپی سے خالی نہیں ٭٭

قرآن مجید میں ایک نہایت ہی لطیف اور سبق آموز آیت ہے جسکو عموماً نظر انداز کردیا جاتا ہے۔ وہ آیت یہ ہے عاشروھنّ بالمعروف فان کرھتموھنّ الخ ترجمہ۔ اپنی بیویوں کے ساتھ بحُسن وخوبی زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمھیں ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ جس چیز سے تم کراہت کرتے ہو خدا تعالیٰ نے اُس میں بہت سی خوبیاں رکھی ہوں ؀ اور کسقدر مسلمانوں نے خدا کے اس کلام سے تسلّی حاصل کی ہے اور اپنے گھروں کو تباہی سے بچالیا ہے! ان نکتہ چینوں کی دلیری پر جو کہتے ہیں کہ شریعت اسلامی ذرا ذرا سی ناخوشی پر طلاق کی اجازت دیتی ہے حیرت ہوتی ہے۔ قرآن مجید تو فرماتا ہے کہ اُس بیوی کے ساتھ بھی جو ناپسند ہو تحمل سے کام لو اس اعلیٰ تعلیم پر عمل کرنے کے لیئے ایک وسیع اور پُراز محبّت دل کبھی نہ ہاتھ سے جانے والے صبر عفو کرنے والی طبیعت اور

٭ مسلم و ترمذی و ابن ماجہ۔

٭٭ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارحم الناس بالنساء و الصبیان۔

سب سے بڑھکر خوفِ خدا کی ضرورت ہے۔ شاید ایسے لوگ بہت ہی کم ہونگے جو اپنے دن صبر کے ساتھ گذاریں اور ہمت مردانہ کے ساتھ مصائب کو برداشت کریں جب تک وہ "خیرکثیر" جس کا انہیں وعدہ دیا گیا ہے اُنکی نگاہ کے سامنے نہ ہو۔ لیکن وہ جو آخر تک انتظار کرتا ہے اپنی حیثیت کے مطابق اُس خیر سے حصہ پالیتا ہے۔ اور غیر مترقب طور پر اُس کا گھر صفحہ دنیا پر ایک بہشت ہوجاتا ہے۔

ایسی حدیثیں بکثرت و بے شمار ہیں جو نہایت ہی پُرزور الفاظ میں یہی فیاضانہ روح پھونکتی ہیں۔ رسول کریم صلعم فرماتے ہیں جو شخص اپنی بیوی کی گستاخیوں پر صبر کرے گا اُسکو وہی انعام ملیگا جو خدا تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو اپنے مصائب پر صبر کرنیکے عوض میں عطا فرمایا تھا اور جو عورت اپنے شوہر کی بدسلوکیوں کو برداشت کریگی اُسکو وہ اجر ملیگا جو خدا تعالیٰ نے آسیہ فرعون کی بیوی کو مرحمت فرمایا تھا۔ سید محی الدین عبد القادر جیلانی رح جن کی اُنکے علم و تقویٰ کی وجہ سے اسلامی دنیا میں بڑی عزت کیجاتی ہے اسی خیال کا ان الفاظ میں اظہار فرماتے ہیں۔ "اگر کوئی عورت اپنی زبان سے اپنے شوہر کو ایذا پہنچاتی ہے اور اگر اس کا یہ برتاؤ مذہب کے اندر کوئی روک پیدا کرتا ہے تو شوہر اُس سے افتراق کرسکتا ہے۔ لیکن اگر وہ خدائے قادر مطلق سے پناہ مانگے اور سراپا نیاز ہوکر اُسکی جناب میں دعا و زاری کرے تو خدا تعالیٰ اُسکے لیئے کافی ہوگا۔ اور اگر وہ خاموشی کے ساتھ بغیر حرف شکایت زبان پر لائے ہوئے اس امر کو برداشت کرے تو وہ اُس شخص کی طرح ہے جو خدا کی راہ میں قتال کرتا ہے"❋

پس یہ ظاہر ہے کہ اسلام اصولاً طلاق سے روکتا ہے اور اُسکی اجازت اُسیوقت دیتا ہے جبکہ فریقین کا امن و چین اور آشتی و محبت سے یکجا رہنا غیر ممکن ہو۔ لہٰذا وہ بڑی بدیوں سے چھوٹی بدی کو اختیار کرکے بچاتا ہے۔ اور فریقین کو اس بات کا موقع دیتا ہے کہ وہ اپنے لیئے خاطر خواہ زوج تلاش کریں۔ اور اس طرح اپنے اپنے

❋ قرآن مجید $\frac{4}{19}$

گھروں میں زیادہ آرام و آسایش کے ساتھ رہ سکیں۔ کیونکہ اسلام میں ایک مطلقہ عورت کو مثل اپنے اُس شوہر کے جو اُسے طلاق دیتا ہے اُسیوقت جبکہ طلاق شریعت کے نزدیک واقع ہوجائے جس سے چاہے عقد کرلینے کا حق ہوجاتا ہے۔ بعض طرق کے بموجب اس مساوات کو جائز نہیں سمجھا جاتا اور مطلقہ بیوی اپنے سابق شوہر بلکہ اور کسی مرد سے بھی نکاح نہیں کرسکتی جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ قدرتی طور پر وہ اپنے والدین یا اولیا اور بسا اوقات اُس سوسائٹی پر جس میں وہ رہتی ہے ایک بار ہوجاتی ہے۔ سوسائٹی اور نیز افراد سوسائٹی کی بہبودی اسی میں ہے کہ طلاق کے قانون کے نزدیک جائز قرار پاتے ہی فریقین کو عقد ثانی کا اختیار حاصل ہو۔ چونکہ پیغمبر خدا صلعم کو اُن خرابیوں کا جو طلاق سے پیدا ہوتی ہیں بخوبی علم تھا۔ لہذا آپنے اسکے متعلق قوانین کے ترتیب دینے میں غایت احتیاط سے کام لیا۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اغلب خیال جو آپکے دماغ میں تھا وہ یہی تھا کہ طلاق کی صرف اُسیوقت اجازت دیجائے کہ جب نکاح سے وہ نتائج نہ پیدا ہوں جنکے لیئے نکاح کیا جاتا ہے اور فریقین اُن فرائض کے انجام دینے سے قاصر ہوں جو تعلقات زناشوئی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ فی الحقیقت اسکی کوئی معقول وجہ نہیں کہ وہ نہ مل سکنے والے دلوں کو جو اپنے نئے گھروں میں بشرطیکہ اُنکو علیحدگی کا اختیار دیا جائے پوری آسائش کے ساتھ رہ سکیں دائمی طور پر ایک دوسرے کا ساتھی بنا دیا جائے۔ ”(ایک نہایت تکلیف دہ قانون کے بموجب اُنکو بدترین غلامی کے جوئے کے نیچے ایک ساتھ رہنے پر مجبور کرنا کیونکہ بغیر محبت کے نکاح ایسا ہی ہے) ایک ایسی سختی ہے جو ایذا رسانی میں طلاق سے کہیں بڑھکر ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ نے طلاق کے قوانین عطا فرمائے جن کی اگر بہ طرز مناسب تعمیل کیجائے تو نہایت قرین انصاف اور نرم ثابت ہونگے“۔ * کیونکہ ضرورت کی حالت میں طلاق کی اجازت نہ دینے سے بعض اوقات نہایت خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ ردم کے

* اے ٹریٹیز آدن کرسچن ڈاکٹرن مصنفہ جون ملٹن

شہنشاہ جسٹن کو باہمی رضامندی سے اُن قیود کو منسوخ کر دینا پڑا جو اُسکے پیشرو نے طلاق کے متعلق لگائی تھیں حالانکہ پادریوں کا فرقہ اُسکی مخالفت کرتا رہا۔ اور وہ وجہ جو اس قانون کے بنانے کی بیان کیگئی ہے یہ ہے کہ "اُن اشخاص میں جنکے دونیں ایک دوسرے سے ایکدفعہ نفرت پیدا ہو چکی ہے اور جنکو اگر ایک ساتھ رہنے پر مجبور کیا جائے تو ایک دوسرے کی جان لینے کی فکر کرینگے مصالحت کرانا دشوار ہے"۔ گبن لکھتا ہے "اُس نے اپنی مصیبت مند رعایا کی التجا مجبور ہو کر قبول کر لی اور اُنکو اجازت دی کہ تراضی طرفین کے ساتھ طلاق دیا کریں۔ عُمّال اس امر میں متفق الرائے تھے۔ فقہاء میں اختلاف تھا اور مسیح علیہ السلام کے قول* کے مبہم الفاظ ایسے ہیں کہ مجلس واضع قانون کی دانائی جس طرح چاہے اُسکی تعبیر کر سکتی ہے"۔

مصالحت کرانیکی تدبیریں

ہر ایک شخص جو قوانین قرآنیہ متعلقہ نکاح و طلاق پر ایک غائر نگاہ ڈالے گا وہ دیکھیگا کہ آیات کریمہ کا بلاشبہ یہی منشاء ہے کہ طلاق میں روکیں پیدا کی جائیں اور یہ کہ ہر مقام پر نہایت ہی دلکش پیرایہ میں مصالحت پر زور دیا گیا ہے۔ قبل اس کے کہ فریقین طلاق کے انتہائی فعل کا اقدام کریں صریح طور پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ افتراق سے باز رکھنے کے سارے جائز وسائل سے کام لیا جائے اور صرف اُس وقت جبکہ وہ تدابیر ناکام رہیں بطور آخری تدبیر کے علیحدگی کی اجازت دیگئی ہے۔ ان انتہائی حالات کے ماتحت طلاق کی نہ صرف اجازت ہی دیگئی ہے بلکہ اُس کو قرین مصلحت قرار دیا گیا ہے اور باوجود موانع مثلاً ناداری کے اُسپر عملدرآمد کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اعتقاد رکھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ خود اُنکے لیئے کوئی

---

* جو اپنی بیوی سے بجز اس حالت کے کہ وہ زنا کی مرتکب ہو افتراق کرتا ہے اُس سے زنا کراتا ہے۔ اور جو مطلقہ عورت سے عقد کرتا ہے وہ زنا کا مرتکب ہوتا ہے۔ متی ۳۲/۵ -

راہ نکال دیتا ہے جن کی نیت نیک ہوتی ہے۔" اور اگر وہ علیحدگی اختیار کریں تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اُنکو غنی کر دیگا کیونکہ اُس کا علم وسیع ہے۔"٭ یہ یاد رکھنا دلچسپی کا موجب ہوگا کہ تقریباً اسی قسم کا خیال اُس مقام پر بھی ظاہر کیا گیا ہے جہاں خدا تعالیٰ مجرد لوگوں کو نکاح کرنے کی ہدایت فرماتا ہے۔" جو تم میں مجرد ہیں اُن کا نکاح کر دو اور نیز اپنے اُن غلاموں اور لونڈیوں کا جو متدیّن ہوں۔ اگر وہ نادار ہونگے تو اللہ تعالیٰ اُنکو اپنے فضل سے غنی بنا دیگا۔"٭٭ تو ان امور سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلامی شریعت کے بموجب بعض حالتوں میں طلاق بھی نکاح کی طرح ضروری ہے۔

قرآن کریم کی وہ ہدایات جو اُن تدابیر کے اختیار کرنے کے متعلق ہیں جن سے مصالحت ہو سکتی ہے۔ ایسے ہی صاف ہیں جیسے وہ پُراز حکمت ہیں۔ مثلاً سورۂ نساء میں ہے کہ" نیک بیویاں فرمانبردار ہوتی ہیں اور اپنے شوہروں کی غیبت میں حفاظت رکھتی ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اُنکی حفاظت کی ہے۔ لیکن اُن بیویوں کو جن کی نسبت تمھیں اندیشہ ہو کہ وہ سرکشی کریں گی۔ متنبہ کرو۔ اُنکے بستر علیحدہ کر دو۔ اور اُنکو سزا دو لیکن اگر وہ اطاعت کریں تو اُنکے خلاف کوئی موقع نہ ڈھونڈو۔ بے شک خدا تعالیٰ بزرگ و برتر ہے۔ اگر تمھیں میاں بیوی میں علیحدگی کا اندیشہ ہو تو ایک حَکَم میاں کی طرف سے اور ایک حَکَم بیوی کی طرف سے بھیجو۔ اگر وہ صلح چاہیں گے تو خدا تعالیٰ اُن میں موافقت پیدا کر دیگا کیونکہ وہ علیم و خبیر ہے۔"٭٭٭

اگر کوئی عورت باعصمت ہو اور ایک بیوی کے فرائض کا خیال رکھتی ہو تو

٭ قرآن کریم ۴-۱۲۹

٭٭ " ۲۴-۳۲

٭٭٭ " ۴-۳۳ و ۳۴

شریعت اسلامی میاں کا یہ فرض قرار دیتی ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کرے اور نرمی و اخلاق سے پیش آئے۔ لیکن اگر وہ حرکات و سکنات میں سرکش ثابت ہو تو شریعت میاں کو اصلاح کا اختیار دیتی ہے بشرطیکہ وہ اس اختیار کو اعتدال کے ساتھ عمل میں لائے۔ اسی طرح انگلستان کے قانون کے رو سے بھی شوہر کو حق حاصل تھا کہ وہ بیوی کو سزا دے اگر وہ خفیف الحرکاتی کی مرتکب ہو۔" اور حال میں بھی شوہر کو اختیار حاصل تھا کہ وہ بیوی کی ذاتی آزادی کو روکے لیکن اُس کا یہ اختیار سب سے پہلے ۱۸۹۱ء میں عدالت اپیل کے فیصلہ کے رو سے صریح طور پر چھین لیا گیا۔ ٭٭ آیات محولہ صدر کا منشاء و مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصلاح کے اختیار کو عمل میں لانے کے تین درجے مقرر کرنے مناسب ہیں۔ اگر بیوی کا طرز عمل اسکی ضرورت ثابت کرے تو شوہر کو زجر سے ابتدا کرنی چاہیئے۔ اگر وہ اب بھی سرکشی ہی کرے تو چند دنوں کے لیئے اُس کا بستر علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ اگر یہ تدبیر بھی بے سود ثابت ہو تو شوہر اپنی بیوی کو پیٹ سکتا ہے ٭٭٭ لیکن اس طرح نہیں کہ کوئی دائمی جرح پیدا ہو جائے۔ کیونکہ سخت سے سخت استدلال کے وقت بھی زبردستی کرنیکا وہ مجاز نہیں۔ اگر یہ ساری تدبیریں خطا جائیں تاہم طلاق دینا لازمی نہیں

٭٭ ہالینڈس جورسپروڈنس صفحہ ۲۴۰

٭٭٭ جسٹس محمود اپنی ایک تجویز میں جو ایک اسلامی نکاح کے قانونی نتائج کے متعلق لکھتے ہیں۔ "اختیار اصلاح کے لحاظ سے انگریزوں اور مسلمانوں کا قانون ایک جیسا ہے کیونکہ قانون متقدم الذکر کے بموجب بھی شوہر اپنی بیوی کو پیٹ سکتا ہے اور اگر زمانہ موجودہ میں قانون کی سختی میں تخفیف ہوگئی ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ انگلستان اور نیز ہندوستان میں قانون فوجداری نے خوش نصیبی سے پیشقدمی کر کے بیوی کو وہ ذاتی حفاظت عطا کی ہے جو قانون ازدواج نے عطا نہیں کی ہے۔ جج پریوی کونسل کے الفاظ یہ ہیں اس مسئلہ کے متعلق کہ قانون کے نزدیک میاں بیوی کے درمیان بے رحمی کیا ہے غالباً مسلمانوں کے قانون اور ہمارے اپنے قانون میں کوئی اہم اختلاف نہیں ہے اسکے متعلق اسلامی قانون کی تشریح حال ہی میں حسب ذیل کی گئی ہے۔ سختی فی الواقع اس طرح کی ہو کہ جسمانی صحت یا جان کو خطرہ میں ڈالے یا اس کو اس قسم کا اندیشہ معقول وجوہ کی بناء پر پیدا ہوتا ہو۔" {عبد القادر بنام سلیمہ نظائر قانون ہند ۸ الہ آباد ۱۴۹ اف۔ بی (۱۸۸۶ء)}

بلکہ صلاح دیجاتی ہے کہ ثالثوں کی طرف رجوع کیا جائے اور ہر فریق کا وکیل اُن کے کنبہ کا کوئی فرد ہو۔ فریقین کے بیانات سُننے کے بعد ثالثوں کو چاہیئے کہ مصالحت کرانے کے لیئے جملہ ممکن تدابیر سے کام لیں۔ اگر انکی کوششیں لاحاصل ہوں تو ایسی صورت میں کہ فریقین نے اُنکو اس امر کا اختیار دیا ہے نکاح فسخ کرا دیں۔

حضرت مہبط وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ ان آیات کا مطلب سب سے زیادہ سمجھتے تھے۔ آپ کا ارشاد اس امر کے متعلق حسب ذیل ہے۔ "جو خود کھاؤ وہی اپنی بیوی کو بھی کھلاؤ۔ جیسا خود پہنو ویسا ہی اُسے پہناؤ۔ اُس کے رُخسارہ پر طمانچہ نہ مارو۔ اُس سے بجز گھر کے علیحدگی اختیار نہ کرو۔ لیکن اگر وہ نافرمانی پر اصرار کرے تو پند و نصائح سے ابتدا کرو۔ اور اسکے اندر خدا تعالیٰ کی خشیت پیدا کرو۔ اگر اس پر بھی وہ نہ سدھرے تو اپنے بستر سے اُسے دُور رکھو اور تین دن تک اُس سے کلام ترک کردو۔ اگر اب بھی وہ اپنے روّیہ کی اصلاح نہ کرے تو اُسے مارو لیکن اس طرح نہیں کہ اُس کے جسم پر کوئی نشان پڑ جائے۔ جس طرح ڈنڈے سے کام لینے میں ہوتا ہے۔ کیونکہ مقصود تو اُسکی اصلاح ہے نہ اُس کا ہلاک کرنا۔ اگر یہ تدبیر بھی خطا جائے تو دو مسلمان ثالثوں کی طرف مقدمہ رجوع کیا جائے اور فریقین کے کنبہ سے ایک ایک ثالث منتخب کیا جائے۔ ان ثالثوں کو دیکھنا چاہیئے کہ اُس مقدمہ میں مصالحت مناسب ہے یا افتراق۔ ہر دو فریق کو ان ثالثوں کے فیصلہ کی پابندی کرنی پڑیگی۔

ہاں اگر ناموافقت کی وجہ شوہر کی جانب سے پیدا ہوئی ہو تو بے شک بیوی کو اختیار نہیں دیا گیا ہے کہ وہ شوہر کی اصلاح کرے۔ لیکن شریعت اسلامی نے اُسے اختیار بخشا ہے کہ وہ اگر چاہے تو خلع کرالے۔ اسلام کے رونما ہونے سے پیشتر نہ یہود اور نہ عرب عورتوں کو خلع کرانے کا حق دیتے تھے۔ اور قرآن کریم ہی نے تاریخ عرب میں سب سے پہلے عورتوں کو یہ حق عظیم عطا فرمایا۔ ساتھ ہی اسکے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم کا منشاء اس حق کو بے سوچے سمجھے

نافذ کرنے کے مخالف ہے۔ پیغمبر خدا صلعم نے عورتوں کو متنبہ کر دیا کہ وہ منافقوں کی چال نہ چلیں ٭ اور مردوں کو نہایت ہی پُر شوکت الفاظ میں ہدایت کی گئی ہے کہ ایسی حالت میں کہ وہ تھوڑا سا اعتدال سے کام لیں تو اختلاف دُور ہو جائے وہ علیحدگی کے لیے بہانہ ڈھونڈھنے سے پرہیز کریں۔ ذیل میں ہم قرآن مجید کی چند آیات نقل کرتے ہیں۔ اور ناظرین دیکھ لیں گے کہ کس طرح یہ آیات بھی حکم دیتی ہیں کہ انسانی کمزوریوں کا بہت لحاظ رکھا جائے۔ اور کس مؤثر طریق سے مصالحت کی ہدایت کرتی ہیں۔ ناممکن ہے کہ ان آیات کو پڑھکر کوئی انکے دلکش لہجہ اور دلربا سادگی سے متاثر ہوئے بغیر رہ جائے۔ یہ آیات کریمہ اس طرح پر ہیں۔ "اگر کسی عورت کو اندیشہ ہو کہ اُس کا شوہر بُرا برتاؤ کریگا تو اُسکے لیے حرج نہیں اگر وہ تراضی طرفین سے کوئی سمجھوتہ کر لیں۔ کیونکہ صلح نہایت اچھی ہے ٭٭ نفوس انسانی کیلیئے طمع لازم حال پڑی ہوئی ہے ٭٭٭ لیکن اگر تم رحم سے کام لو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ تو خدا تعالےٰ تمھارے اعمال سے بے خبر نہیں رہیگا۔ اور یہ تمھارے بس کی بات نہیں۔ کہ اپنی بیویوں سے بالکل یکساں سلوک کرو۔ گو تم ایسا چاہو بھی۔ لیکن یکدم قطع تعلق کی طرف نہ جھکو۔ اس طرح پر کہ اُن میں سے کسی کو تم اُدھر میں لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔ لیکن اگر تم سمجھوتہ کر لو اور خدا سے ڈرتے رہو تو خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ لیکن اگر وہ علیحدگی اختیار کرنا چاہیں تو۔ ۔ ۔

٭ دیکھو ارشاد نبوی المختلعات من المنافقات (مشکوۃ)

٭٭ صلح علیحدگی بدسلوکی اور منافرت سے بہتر ہے (تفسیر جلالین)

٭٭٭ اس مقام پر طمع (شحّ) کے معنے مصالحت میں رکاوٹ کے ہیں۔ بیوی کی جانب یا وہ یہ صورت اختیار کرتی ہے کہ صلح پر کسی طرح راضی ہی نہ ہو اور اپنے حقوق پر اس طرح اصرار کرے کہ جس سے تراضی طرفین کی گنجائش ہی نہ رہے اور شوہر کی طرف منسوب ہونے سے اسکا مطلب یہ ہے کہ بیوی کے ساتھ رہنے سے اس بنا پر انکار کرے کہ وہ بدشکل ہے یا پیرانہ سال ہے یا اسی قسم کی اور وجوہ کی بنا پر۔

اس کے متعلق ہم بیان کر چکے ہیں کہ اسلام میں طلاق کی اجازت صرف انتہائی حالتوں میں ہے۔ جب اتحاد کی ساری کوششیں بیکار ثابت ہوں تو فریقین طلاق یا خلع کے ذریعہ سے نکاح فسخ کر سکتے ہیں۔ ٭ جب فسخ نکاح کا ارادہ شوہر کی طرف سے ظاہر کیا جاتا ہے تو اُسے طلاق کہتے ہیں اور فسخ نکاح بیوی کی تحریک سے عمل میں آتا ہے تو اُسکو خلع کے نام سے موسوم کرتے ہیں ؛

اکثر قوانین کے ماتحت طلاق کی بے تنک اجازت دیگئی تھی لیکن طلاق منسوخ نہیں ہو سکتا تھا لیکن مقنن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک طرف طلاق کی اجازت دی تو دوسری طرف بعض حالات کے ماتحت شوہر کو حق عطا فرمایا کہ وہ رجوع کرے۔ یہ حق اسلام کی ابتدا میں غیر محدود طریقہ پر نافذ کیا جاتا تھا اور اکثر اسکی بد استعمالی سے عورتوں کو نقصان پہنچایا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ پیغمبر خدا صلعم کے اوپر ایسی وحیاں نازل ہوئیں جنہوں نے طلاق میں قیدیں لگائیں۔ اور بیویوں کے ساتھ بلا وجہ اس بے رحمی کے سلوک کو کہ انکو غیر محدود مدت تک شش و پنج میں رکھا جائے یکلخت روکدیا کہ ٭٭ "تم دو دفعہ اپنی بیوی کو طلاق دے سکتے ہو۔ بعدازاں یا تو اُن کو

٭ ایک تیسرا طریق بھی ہے جسکو مبارات کہتے ہیں۔ یہ طلاق بتراضی طرفین ہوتی ہے۔

٭٭ ارواح ابن زبیر فرماتے ہیں " ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی پھر اسوقت جبکہ علیحدگی کا وقت قریب ختم ہونیکے تھا رجوع کریا۔ پھر دوبارہ اُسے طلاق دیا یہ کہکر کہ قسم بخدا نہ میں خود تجھے قبول کرونگا اور نہ تجھے آزادی دونگا کہ تو کسی اور سے نکاح کرے پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی "تم اپنی بیوی کو دو مرتبہ طلاق دے سکتے ہو" " موطائے مالک رح

ثور بن زید الدیلی کا قول ہے کہ مرد اپنی بیویوں کو طلاق دیدیا کرتے تھے اور پھر رجوع کر لیتے تھے اس خیال سے نہیں کہ وہ اُنہیں اپنے پاس رکھیں بلکہ اس غرض سے کہ وہ اپنی بیویوں کی طلاق کو غیر محدود مدت تک تعویق میں ڈالکر ایذا دینا چاہتے تھے۔ پس خدا تعالیٰ نے آیت مذکورۃ الصدر نازل فرمائی۔

موطا امام مالک رح

حسن سلوک کے ساتھ اپنے پاس رکھو یا مہربانی کے ساتھ اُنہیں رخصت کردو۔

جب تم بیوی کو طلاق دو اور اُنکے رخصت کردینے کا وقت آجائے تو یا تو اُنکو فیاضانہ طریق پر اپنے پاس رکھلو یا فیاضانہ طریق پر اُن کو رخصت کردو۔ لیکن جبراً اُن کو اپنے پاس اس نیّت سے نہ رکھو کہ تم ان پر ستم توڑو۔ جو ایسا کرتا ہے وہ درحقیقت اپنی ہی جان پر ظلم کرتا ہے۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

اخبار احمدیّہ

قادیان

حضرت اقدس خلیفۃ المسیحؑ اور اہل بیت مسیح موعودؑ اللہ کے فضل سے خیریت کے ساتھ ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے روزانہ درس قرآن کے علاوہ اب نماز فجر کے بعد حضرت نے ایک نیا درسِ حدیث شروع کیا ہے۔ اور حضرت سرور کائناتؐ کے کلام کا خزانہ ہر روز صبح سویرے ضرورت مندوں میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

ستمبر کی ۲۹ تاریخ کو حضرت نے اپنے خطبہ جمعہ میں اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کی تفسیر فرماتے ہوئے متعدد دلائل اور مثالوں سے ثابت فرمایا کہ منکم سے مراد محض مسلمان حاکم نہیں بلکہ ہر ایک جسکو اللہ تعالیٰ انسانوں میں سے حکومت عطا کرے اُسکی اطاعت لازم ہے۔

عید اضحیٰ ۹۔اکتوبر کو تھی اور حضرت نے اپنے خطبہ میں حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرہؑ کی قربانیوں کا ذکر فرما کر احمدیوں کو توجہ دلائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت واشاعت کیلئے ہر طرح کی قربانی کرنیکے لئے تیار ہوجائیں۔ اور اپنے اموال کو اشاعتِ دین میں خرچ کریں۔

انگلستان

مبلغ احمدیت قاضی عبداللہ صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی بڑی تندہی کے ساتھ تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔ اُنکی نسبت ہمارے اطالوی بھائی اخویم سلوو بشیر کوریو لکھتے ہیں:۔

"اخویم قاضی عبداللہ چند روز کے لئے ایک عامہ ہمدردی کے کام پر گئے ہوئے ہیں۔

وہاں ایک ہندوستانی مسلمان پاگلوں کے ہسپتال میں پڑے ہیں قاضی صاحب انکی خبر گیری کے لیئے گئے ہیں۔ برادر قاضی صاحب نہایت سعی و کوشش سے اپنا کام کر رہے ہیں اور میں حسب استطاعت انکا ہاتھ بٹاتا رہتا ہوں"۔

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ برطانوی نومسلموں میں تبلیغ سلسلہ کا خاص جوش ہے۔ چنانچہ اخویم محمد یونس ایونس حضرت خلافت مآب کے حضور رپورٹ کرتے ہیں۔ "حضور والا میں حضور کی دعاؤں کا مشکور ہوں۔ میرا دعا پر اسقدر ایمان ہے کہ کوئی شخص اسے تبدیل نہیں کر سکتا اور تجربہ کی بنا پر ہے۔

میں حضور کو اس امر کی اطلاع دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ گذشتہ تین ماہ میں میں نے ۱۰۴ کتابیں ایسے غیر مسلموں میں تقسیم کی ہیں جنکی نسبت خیال ہو سکتا ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں دلچسپی لینگے۔ ایک نوجوان انشاء اللہ عنقریب سلسلہ حقہ میں داخل ہوگا"۔

ہماری محترمہ بہن سلمہ جن کا اخلاص قابل رشک ہے تحریر فرماتی ہیں۔ "مسٹر ایونس کو تبلیغ کا بہت شوق ہے۔ گذشتہ ہفتہ انہوں نے عام گذرگاہ پر جا کر ۳۸ کتابیں تقسیم کیں اور آیندہ ہر اتوار کو کسی نہ کسی مقام پر جا کر کتب تقسیم کرتے رہنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

میں نے کچھ مدت ہوئی خواب میں دیکھا تھا کہ ایک ہندوستانی خاندان کو تبلیغ احمدیت کر رہی ہوں اور زور سے دلائل دے رہی ہوں۔ اب خدا نے مجھے تبلیغ کا موقعہ دیا ہے اور ایک غیر احمدی پروفیسر صاحب سے خط و کتابت کرنیکے لیئے مجھے کہا گیا ہے"۔

ماریشس

انجمن احمدیہ روز ہل ماریشس نے اپنا اخبار ریویو اسلامیک فرانسیسی زبان میں نکالنا شروع کیا ہے۔ جزیرہ میں مخالفت اب بھی ہے اور خلیفۃ المسیح کے رؤیا کے مطابق سانپ پھن اٹھائے ہوئے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنا کام خود کر رہا ہے۔ مسٹر نوردیا لکھتے ہیں کہ "ہم نے پورٹ لوئی میں مسجد خریدنے کا انتظام کیا ہے ہم غربا ہیں مگر خدا نے ہماری غریب جماعت کو جوش دے رکھا ہے ہمارے لیئے خاص دعائیں کی جائیں"۔ ماریشس کے احمدیوں کی تعداد اسوقت ۱۶۷ نفوس ہے۔

سیلون :- لنکا کے تاریخی جزیرہ میں احمدیت کا ان دنوں بہت چرچا ہے اور انجمن احمدیہ سیلو آئیلنڈ کو لمبو کی ہفتہ وار روئیداد اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہے۔ غیر احمدی ہمدردان سلسلہ اور احمدیان سیلون کی درخواست

نائیجیریا اور سیرالیون :- اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۲۱ تعلیم یافتہ احباب کو نائیجیریا مغربی افریقہ سے اور ۶ کو سیرا لیون مغربی افریقہ سے خلیفہ ثانی کی بیعت کرنے کی توفیق دی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان - بابت جولائی سنہ ۱۹۱۶ء

تعلیم

آمد: چندہ مدرسہ	فیس مدرسہ	ارضیات	عطیہ	بورڈنگ	متفرق	میزان	خرچ: تنخواہ عملہ	میزان عملہ	علاوہ	سامان	کرایہ	اخراجات	متفرق	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مدرسہ احمدیہ / بیت المال

مدرسہ احمدیہ آمد: چندہ	وظائف	متفرق	میزان	خرچ: تنخواہ	متفرق	میزان خرچ	فاضل	بیت المال آمد: چندہ	متفرق	میزان	خرچ: اخراجات	متفرق	میزان خرچ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اشاعت اسلام / تعمیر

اشاعت اسلام آمد: اعانت	انگریزی	اردو	متفرق	میزان	خرچ: تنخواہ	انگریزی	اردو	متفرق	میزان	باقی	تعمیر آمد: سود	متفرق	میزان آمد	خرچ: اخراجات	متفرق	میزان خرچ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

زکوٰۃ / مساکین / متفرقات

زکوٰۃ آمد	خرچ	باقی	مساکین آمد: چندہ	وظائف	میزان	خرچ	میزان کل	متفرقات آمد	میزان	خرچ: دفتر	محاسب	دفتر	متفرق	میزان خرچ	فاضل	منتقل منہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بقایا صیغہ جات یکم اگست سنہ ۱۹۱۶ء کو

تعلیم	۶	۱۴	۱۱۸۸۸
اشاعت	۱۱	۱۵	۴۷۶۳
مقبرہ	۶	۱۵	۱۰۳۰۱
زکوٰۃ	۹	۱۲	۲۲۹
مساکین	۷	۱۳	۱۰۷۲
بورڈران ہائی	۳	۱۵	۱۰۱۳
امانت اندرونی	۹	۸	۴۹۶۲
بیرونی	۰	۰	۶۱
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۴
میزان	۹	۲	۳۸۲۰۹
منہائی فاضل	۲	۱۰	۲۹۷۵۴
باقی	۷	۸	۸۴۵۴
منہائی پیشگی	۹	۷	۸۴۳۹
باقی نزد امین	۱۰	۰	۱۵

فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۱۱	۱۳	۷۵۳۵
بیت المال	۱	۱۲	۱۴۲۱۷
تعمیر	۳	۵	۱۲۹۸
یتامیٰ	۳	۴	۱۲۴۱
متفرقات	۸	۶	۵۱۷۱
بورڈران احمدیہ	۰	۰	۲۹۰
میزان	۲	۱۰	۲۹۷۵۴

پیشگی صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۶۰۰
تعلیم	۰	۱۴	۱۶۲۰
بیت المال	۹	۹	۴۵۵۵
مقبرہ	۰	۰	۴۳۰
اشاعت	۰	۰	۳۵۰
متفرقات	۰	۰	۸۴۴
تعمیر	۰	۰	۵۰
میزان	۹	۷	۸۴۳۹

خلیفہ رشید الدین — محاسب

محمد اشرف — ناظر

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان بابت ماہ اگست ۱۹۱۶ء

تعلیم

آمد: ذخیرہ	فیس بورڈنگ	حرف فنڈ	عطیہ فنڈ	صنعتی	فیس مدرسہ	ارائمیات	کرایہ مکانات	میزان عمل	بقایا سابقہ	میزان کل	خرچ: تنخواہ مدرس	تنخواہ مدرس	عملہ بورڈ	اخراجات بورڈنگ	عمومی	فیس انٹرنس	سررشتہ	وظائف	انتظامی	کرایہ مکانات	صنعتی	ارائمیات	اخراجات تعمیر	میزان خرچ	باقی
[illegible] ۵/	[illegible] ۲/	[illegible] ۶/۱۰ پائی	[illegible] ۵/	[illegible] ۱۵/	[illegible] ۲/	[illegible] ۱۰/	[illegible]	[illegible] ۱۴/۲ پائی	[illegible] ۱۴/	[illegible] ۱۲/۱۰	[illegible] ۱۲/	[illegible] ۰۷/	[illegible] ۱۲/	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۸/	[illegible] ۱۰/	[illegible] ۱۲/	[illegible] ۱۳/	[illegible] ۳/	[illegible] ۲/	[illegible] ۸/	[illegible] ۱۰/	[illegible] ۲/۴ پائی

مدرسہ احمدیہ

آمد: ذخیرہ و وظائف	فیس بورڈنگ	متفرق	میزان	ذخیرہ	ذخیرہ	خرچ: عملہ مدرسہ	اخراجات بورڈ	وظائف	انتظامی	میزان خرچ	فاضل
[illegible] ۱۳/	[illegible]	[illegible] ۸/	[illegible] ۹/	[illegible] ۱۴/	[illegible] ۱۳/۱۱	[illegible] ۱۵/۱۱	[illegible] ۸/	[illegible] ۹/	[illegible] ۱/	[illegible] ۴/	[illegible] ۰۶/ ... ۵/۶ پائی

بیت المال

آمد: ذخیرہ	متفرق	میزان	بینک	بینک	بینک	عملہ	متفرق	متفرق	خورد و نوش	وظائف	خرچ: میزان خرچ	فاضل
[illegible] ۸/	[illegible]	[illegible] ۸/	[illegible] ۱۲/۱ پائی	[illegible] ۴/۱ پائی	[illegible] ۱۲/۰	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۹/	[illegible]	[illegible] ۰۵/	[illegible] ۱۱/	[illegible] ۱۵/۴ پائی

اشاعت اسلام

آمد: زکوٰۃ	انگریزی	اردو	متفرق	متفرق	کرایہ مکانات	میزان	بقایا سابقہ	میزان کل	عملہ	خرچ: انگریزی	اردو	متفرق	لائبریری	متفرق	میزان خرچ	باقی
[illegible] ۰۱/	[illegible] ۲/	[illegible] ۰۷/	[illegible] ۹/	[illegible]	[illegible] ۴/	[illegible] ۸/	[illegible] ۱۵/۱۱ پائی	[illegible] ۱۱/۱۱ پائی	[illegible]	[illegible] ۱۴/	[illegible] ۰۱۲/	[illegible] ۹/۹ پائی	[illegible] ۹/	[illegible] ۱/	[illegible] ۵/	[illegible] ۶/۸ پائی

تعمیر

آمد: ذخیرہ	متفرق	کرایہ مکانات	اخراجات متفرق	متفرق	میزان	خرچ: بینک	بینک	بینک	عملہ	فاضل
[illegible]	[illegible] ۳/	[illegible]	[illegible] ۰۵/	[illegible] ۱۴/	[illegible] ۰۱۲/	[illegible] ۵/	[illegible] ۰۸/	[illegible] ۰۱۰/	[illegible]	[illegible] ۳/

مقبرہ

آمد: حصہ وصایا	حصہ جائداد	محصلات	متفرق	کرایہ مکانات	میزان	بقایا سابقہ	میزان کل	خرچ: دفتر مقبرہ	سامان	متفرق	عمومی	الاونس	تنخواہ عملہ	متفرق	میزان	باقی
[illegible] ۰۵/	[illegible] ۱۵/	[illegible] ۴/	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۰۲/	[illegible] ۱۱/	[illegible] ۰۱۵/	[illegible] ۰۱۰/	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۲/۴ پائی	[illegible] ۴/	[illegible] ۶/

مساکین

ذخیرہ	وظائف	میزان	بقایا سابقہ	میزان کل
[illegible] ۵/۷ پائی	[illegible]	[illegible] ۵/۷ پائی	[illegible] ۱۳/۷ پائی	[illegible] ۳/۲ پائی

زکوٰۃ

بقایا سابقہ	وظائف	انتظامی اخراجات	میزان	باقی
[illegible] ۰۱۲/	[illegible] ۱۰/	[illegible]	[illegible] ۱۰/	[illegible] ۰۲/

متفرقات																یتامی							مستقل فنڈ
آمد							خرچ									آمد			خرچ				
فیس [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] اودیہ	[illegible]	میزان	فاضل	فاضل	دفتر [illegible]	دفتر [illegible]	[illegible]	[illegible] خانہ	قرضہ [illegible]	میزان	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ	فاضل	
[illegible] /۱۴	[illegible] /۱۲	[illegible] /۸	[illegible] /۸	[illegible] /۹	[illegible] /۱۰	[illegible] /۱۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] /۰۵	[illegible] /۰۲	[illegible] /۸	[illegible] /۰۶	[illegible] /۰۷	[illegible]	[illegible] /۱	[illegible] /۴	[illegible] /۳	[illegible] /۰۷	[illegible] /۱۲	[illegible] /۰۳	[illegible] /۰۶	[illegible] /۰۲

بورڈران ہائی												بورڈران احمدیہ									امانت اندرونی			امانت بیرونی
آمد					خرچ						آمد				خرچ									
[illegible]	[illegible]	میزان	بقایا [illegible]	میزان [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	فاضل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	باقی	بقایا [illegible]	[illegible]	باقی	
[illegible]	[illegible] /۰۱۲	[illegible] /۰۱۲	[illegible] /۱۵	[illegible] /۱۲	[illegible]	[illegible] /۱۲	[illegible] /۰۶	[illegible] /۲	[illegible] /۰۵	[illegible] /۰۹	[illegible] /۰۱۳	[illegible]	[illegible] /۰۱۳	[illegible]	[illegible] /۱	[illegible]	[illegible] /۴	[illegible] /۵	[illegible] /۰۸		[illegible] /۰۵	[illegible]	[illegible] /۰۸	[illegible]

بقایا صیغہ جات یکم اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ء کو

تعلیم	۴	۲	۱۲۸۱۷
اشاعت	۸	۶	۴۶۳۸
مقبرہ	۳	۶	۱۰۴۰
زکوٰۃ	۹	۲	۱۰۸
مساکین	۲	۳	۲۲۶۷
بورڈران احمدیہ	۶	۸	۸۵
امانت اندرونی	۹	۸	۴۴۶۲
بیرونی	۰	۰	۶۱
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۴
میزان	۱۱	۸	۳۸۷۶۴
منہائی فاضل	۵	۱۰	۲۹۹۶۰
باقی	۶	۱۴	۸۸۰۳
منہائی پیشگی	۹	۵	۸۴۴۷
باقی نزد امین	۹	۸	۳۵۶

تفصیل فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۵	۶	۸۴۲۰
بیت المال	۴	۱۵	۱۴۰۱۰
تعمیر	۳	۳	۱۱۷۵
یتامی	۶	۶	۱۴۵۷
بورڈران ہائی	۹	۹	۱۴۲
متفرقات	۳	۱	۴۷۵۴
میزان	۵	۱۰	۲۹۹۶۰

تفصیل پیشگی

مدرسہ احمدیہ	۰	۱۴	۶۰۷
تعلیم	۰	۱۴	۱۶۲۰
بیت المال	۹	۹	۴۵۵۴
مقبرہ	۰	۰	۴۲۰
اشاعت	۰	۰	۳۵۰
متفرقات	۰	۰	۸۴۳
تعمیر	۰	۰	۵۰
میزان	۹	۵	۸۴۴۷

خلیفہ رشید الدین
محاسب

محمد اشرف
ناظر

ٹیچنگز آف اسلام

پبلک کے دینی اور روحانی فائدہ کو مدِ نظر رکھ کر اور تبلیغ اسلام کا بڑا ذریعہ سمجھ کر اس کتاب یعنی اسلامی اصول کی فلاسفی (یا تقریر جلسہ اعظم مذاہب) کا انگریزی ترجمہ کر کے ولایت میں چھپوایا گیا ہے۔ اور اس کی بہت سی کاپیاں ولایت اور دیگر بلادِ یورپ۔ امریکہ۔ جاپان وغیرہ میں مفت تقسیم کی گئی ہیں۔ اور کچھ کاپیاں فروخت کے لیئے یہاں بھی منگوالی گئی تھیں۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر ایک انگریزی خوان مسلمان کے ہاتھ میں ہو۔ احباب خود بھی خریدیں اور تبلیغ اسلام کے لیئے چند کاپیاں خرید کر مفت تقسیم کر کے اس کا اجر اللہ تعالیٰ سے لیں۔ قیمت بغرض توسیع اشاعت باوجود ۲۰۰ صفحہ اور عمدہ ولایتی کاغذ اور خوبصورت جلد کے بہت ہی تھوڑی رکھی ہے۔ یعنی صرف عہ ۔ بے جلد کی قیمت ۱۲ /۱ اردو کی قیمت ۵ محصول ڈاک اس کے علاوہ ٭ ملنے کا پتہ دفتر میگزین قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔

براہین احمدیہ مکمل چار جلد

حضرت اقدس مسیح موعودؑ مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کی سب سے پہلی بے نظیر تصنیف جس میں تمام اسلامی اصولوں پر محققانہ بحث کی گئی ہے اور نہایت پُرزور عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ صداقت اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا منجانب اللہ ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے جواب کے لیئے دس ہزار روپے کا انعامی اشتہار بھی دیا گیا تھا۔ مگر اب تک کسی مخالف اسلام کو جواب دینے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ پہلے اس کتاب کی قیمت صہ تھی۔ مگر پبلک کے فائدہ اور ہمدردی کے خیال سے اب صرف عا کر دی گئی ہے

درخواستیں دفتر میگزین قادیان ضلع گورداسپور آویں ٭

ضرورت [illegible] قرآن شریف کا ترجمہ [illegible] ترجیح دی جاوے گی۔ درخواستیں [illegible] قادیان ضلع گورداسپور

خود ڈاکٹر بن جائیے

اگر آپ خود ڈاکٹر بن کر اپنے اور اپنے عزیزوں کو وبائی امراض کے زمانہ میں محفوظ رکھنا چاہتے ہیں یا اپنے غریب پڑوسیوں کو انکو نازک وقت میں امداد کر کے حق انسانیت ادا کرنا چاہتے ہیں تو اس کا ایک نہایت آسان طریقہ ہے جسمیں نہ زیادہ دولت کی ضرورت ہے اور نہ وقت کی اور وہ یہ ہے کہ کلکتہ نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کے مشہور آزمائشی بکس کو خرید لیجیئے۔

اس میں جملہ ایسے مفید اور مجرب مفصل ذیل دوائیں ہیں جو آپکو ہر وقت اور ہر موقع پر کام دینگی۔

تفصیل ادویات:۔ عرق کافور۔ ہیضہ گرمی کے دست کی ایک ہی دوا ہے۔ دمہ کی دوا فوراً دم کو دبا دیتی ہے۔ **کولا ٹانک**۔ ہر ایک کیلئے طاقت بڑھانے کی دوا۔ مقوی باہ کی گولیاں جیسا نام ویسا فائدہ۔ **جلاب کی گولیاں**۔ آسانی سے پیٹ صاف کرتی ہیں۔ **عرق پودینہ سبز** درد شکم و ریاحی درد کی دوا قیمت فی بکس ایک روپیہ آٹھ آنہ محصولڈاک ۴ر

ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب کیجیئے۔

قوت کی گولیاں

۳۱۔ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس اسٹکنیا ڈامینا ملا کر یہ گولیاں بنی ہیں اسلیئے مغز ریڑھ۔ رگ اور خون کو طاقت دینے کا خاص دعویٰ رکھتی ہیں زیادہ محنت جوانی کی خرابی و بے اعتدالیوں خواہ کسی وجہ سے ہو ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز میں فائدہ نظر آتا ہے۔ بدن میں قوت مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے۔ چہرہ پر رونق اور جوانی میں ضعیفی کی سی حالت ٹوٹے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵ر

دیکھیئے جناب اڈیٹر صاحب مخبر دکن کیا تحریر فرماتے ہیں ہم نے ڈاکٹر صاحب کی تعریف پر خیال کر کے تیس گولیاں منگائیں اسکے تیر بہدف اثر اور فوائد پر نظر کرتے ہیں تو ان گولیوں کی قیمت بجائے ایک روپیہ کے ۳۰ روپیہ رکھنی چاہیئے تھی۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

وزیر ہند پریس امرتسر میں باہتمام بھائی بہادر سنگھ منیجر و پرنٹر کے چھپا صدر انجمن احمدیہ قادیان نے شائع کیا۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے	لو تمھیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۵ — چندہ سالانہ

بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ء
مطابق ذی الحج سنہ ۱۳۳۴ھ

نمبر ۱۰

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہمارا ترجمۃ القرآن

مسٹر شیروانی کی مخالفت۔ ڈاکٹر المامون السہروردی کی پسندیدگی

ایک آیت بطور نمونہ اور ناظرین پر فیصلہ

ہمارا ترجمۃ القرآن جہاں اہل علم سے خراجِ تحسین وصول کر رہا ہے اور عربی علم ادب جاننے والوں کے طبقہ میں قبولیت کی سند حاصل کر رہا ہے وہاں کچھ ایسے وجود بھی ہیں جنکو قادیان سے شائع ہونیوالی بہترین سے بہترین اعلےٰ سے اعلےٰ تصنیف پر بھی صرف اس لئے اعتراض ہے کہ جو کام دنیا کے مسلمان جیسا چاہیئے ویسا نہیں کر سکے۔ اسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کیوں کر رہا ہے۔ ایسے بزرگوں میں سے ایک مولوی شیروانی صاحب علیگڈھ والے ہیں۔ آپ نے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں زور دیا ہے کہ قادیان سے شائع شدہ ترجمۃ القرآن کی مخالفت کی جاوے۔ مگر کس کی مجال ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نور کو مُنہ کی پھونکوں سے بجھا سکے۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں گذرتا کہ کسی نامور اور مشہور عالم کی طرف سے ہمارے ترجمہ پر پسندیدگی کا اظہار نہ ہوتا ہو۔ اکثر لوگ تو یہ کہہ اُٹھے ہیں کہ یہ کام بغیر تائید ایزدی کے ہونا